مِصقلہ لتقلیع ھفوات المحلہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حمد بیحد اس خدای پاک کو
نور ایمان جسنے بخشا خاک کو

خاک کو پُر نور سرتاپا کیا
قطرۂ ناچیز کو دریا کیا

حمد وصلوٰۃ کے بعد طالبان حق کی خدمت مین عرض ہے کہ مین نے محض بنظر اظہار حق میان حسن علیصاحب عیسائی کی ایک تحریر کا مختصر جواب لکھا تھا اور گمان کرتا تھا کہ شاید عیسائی صاحب جواب کو دیکھکر اپنی بے علمی اور زبان درازی پر نادم ہونگے اور جو اُن کے حامی اور مددگار ہین اور عربی نجاننے کی سبب سے اُنہین لائق سمجھکر انکی تحریرون کو شائع کرتے ہین انھین شرمائینگے اور ایسی بیہودہ اور بیحرتحریرون کے شائع کرنے سے باز آئینگے کیونکہ ایسی نامہذب اور سراسر جہالت آمیز تحریرون سے عیسائیون پر بلکہ اُن کے مذہب پر بڑا حرف آتا ہی۔ تحریر مذکور رسالہ انجمن حمایت اسلام مدراس کے جلد اول نشان ے مین چھپی ہے۔ میرے ایک لائق دوست فاضل جلیل نے اس پر تمہید پُر زور لکھی ہے جس کے دیکھنے سے اہل بصیرت کی آنکھون مین نور اور دل کو سرور ہوتا ہے اور تیرہ درون اور شپرہ چشم کو چکا چوندہ لگتی ہے۔ مگر افسوس کہ عیسائی صاحب نے کچھ خیال نکیا اور جاہلون کے فریب دینے کو اور ایک ایسی تحریر شائع کی کہ اگر اوسکو جہالت کا انبار جھوٹھ کا تودہ کہیئے تو زیبا ہے!

(۲) قرآن مجید کی فصاحت و بلاغت ایسی مسلم اور آفتاب جہانتاب کی مثل روشن ہے کہ تیرہ سو برس کے اندر کسی فصیح و بلیغ نے اسکا انکار نہین کیا بلکہ جس عربی زبان کے ماہر نے اس عرصہ مین اس مقدس کلام کو دیکھا وہ اس کی خوبی معنی اور عمدگی الفاظ پر لوٹ ہی گیا۔ کوئی یہ خیال نکرے کہ اسکی اعلیٰ درجہ کی فصاحت اور خوبی صرف اُن لوگون نے تسلیم کی ہے جو اسے خدا کا سچا کلام مانتے تھے اور مانتے ہین نہین بلکہ انہون نے بھی جو اس کے ہمہ تن مخالف اور اس پاک ذات کے صریح دشمن تھے جسپر وہ کلام مقدس اترا علیہ الصلوٰۃ والثنا۔

(۳) ہمارے رسول مکرم کا یہ ایسا ظاہری اور بدیہی معجزہ ہے جو قیامت تک قائم رہیگا۔ اسوقت بھی جو عیسائی عربی زبان سے کامل مہارت رکھتے ہین اور تعصب کا گاڑھا پردہ انکی دلکی آنکھون پر پڑا ہے وہ

اور الم اعہد اور کل الفاظ قرآن مجید کو کیسا صاف (صاف فصیح بتا رہے ہین۔

۱۵- الحاصل جلال الدین محمد اور علامہ تفتازانی اور کل ماہرین علم فصاحت و بلاغت کا یہی قول ہی کہ تنافر کی شناخت کے لئے کوی قاعدہ کلیہ نہین ہی نہ قریب المخرج حروف پر کچھ مدار ہے نہ بعید المخرج پر بلکہ اسکی شناخت صرف ذوق صحیح پر منحصر ہے البتہ زوزنی نے سب کے خلاف یہ امر بیان کیا ہی کہ قرب مخرج ثقل کا موجب ہی جس کو علامہ تفتازانی نے صریح غلط بتایا اور بخوبی اسے رد کر دیا صرف اسی ایک رای غلط کے بموجب الم اعہد غیر فصیح ٹھیرتا ہی پھر کیا کوی عاقل ایسی غلط اور مردود رای کو پیش کر کے مقدس کلام پر اعتراض کر سکتا ہے؟ ہرگز نہین۔

۱۶- خلخالی نے جو تنافر کے باب مین اپنی راے بیان کی ہی اگرچہ وہ بھی غلط ہی مگر اس راے کے بموجب قرآن مجید کا کوی لفظ غیر فصیح نہین ٹھیرتا اور پادری صاحب نے جو اپنے ورق منفخہ مین لکھا ہی کہ تتشتشرون تشرکون تشرفوا۔ ان مین ش س ت تا ور را کے درمیان ہین اس سبب سے یہ الفاظ قرآنی حسب راے خلخالی اشد ثقیل ہین" محض غلط اور افترا ہے وہ بتائین کہ خلخالی نے کہان ایسا لکھا ہی ورنہ ایسی افترا بازی سے باز آئین۔

۱۷- یہان تک مطول کی عبارت کے معنے شرح وار عام فہم بیان کئے گئے جس سے پادری صاحب کی عیاری اور بے استعدادی بلکہ نافہمی اور دھوکا دہی اظہر من الشمس ہو گئی جو مطلب اور معنی ہمارے بیان کے خلاف انہون نے لکھے ہین وہ محض غلط اور قابل مضحکہ ہین۔ اس تحریر سے انکا کل رسالہ مردود ہو گیا۔ اب مختصر معانی کی عبارت نقل کرنے کی ضرورت نہین ہی کیونکہ یہ اسی مطول کا مختصر ہے اس مقام پر علامہ نے مختصر معانی مین مطول سے زیادہ کوی بات نہین بیان کی ہے تا اسکی شرح کیجاے البتہ یہان ایک امر بیان کر دینا مناسب ہی جسکو بعض عنایت فرمانے دریافت کیا ہی مین نے مختصر معانی کی شرح سے ذوق کی تعریف نقل کی تھی یعنی

وھو قوۃ یدرک بھا لطائف الکلام ووجوہ حسنہ انتہی "ذوق ایک قوت ہی جس کی وجہ سے کلام کے لطائف اور اسکی خوبی کی وجوہ معلوم ہوتی ہین" ہمارے ایک عنایت فرما دریافت کرتے ہین کہ" اسکی کیا شناخت ہی اور یہ کیونکر معلوم ہو کہ فلان فلان اشخاص مین وہ قوت ہی" اسکا جواب مجمل طور سے میری پہلی تحریر سے نکلتا ہے مگر اسکے لئے فہم چاہئے اسلئے اب مین کچھ تفصیل کرتا ہون۔

۱۸- جس طرح امور وجدانی کے بیان ماہیت اور اسکی تشریح انسان کی قوت بیانی سے باہر ہے اسی طرح ایسا قاعدہ کلیہ بیان کرنا غیر ممکن ہے جس سے کامل طور پر ہر ایک وہ انسان معلوم کر لیا جاے جس مین اس قسم کی کوی قوت ہو مثلاً بعض انسان ایسے ہین جنہین فنون حسیہ بہت آسانی سے آجاتے ہین اور جوان مین عجیب و غریب ایجادین کرتے ہین اور پھر اس قسم مین بھی اقسام ہین بعض تو ایسے ہین کہ انہین اکثر فنون حسیہ

سے مناسبت ہوتی ہی اور بعض کو کسی خاص فن سے مثلاً کسی کو نجاری سے مناسبت ہی یعنے اللہ تعالی نے اس مین
ایسی قوت رکھی ہی جس کی وجہ سے اس شخص پر یہ فن نہایت آسان ہوتا ہی اور اس مین ایسی ایسی باتین نکالتا
ہی جس سے اور لوگون کو حیرت ہوتی ہی اور جو کوی اسی قوت کا آدمی ہوتا ہی وہ اسے وہ باتین اور اسکی
ایجادین عجیب نہین معلوم ہوتین اور اسے کچھ بھی حیرت نہین ہوتی بعض انسانون مین اللہ تعالی نے ایسی
قوت رکھی ہی کہ وہ علوم عقلیہ کی باریکیون کو ایسا پہنچتے ہین کہ دوسرے ان کی باتون کو سنکر حیران رہجاتے
ہین یہ بھی خدا تعالی کی عادت ہی کہ جسمین جو قوت اس نے رکھی ہے اسکا میلان طبیعت خواہ مخواہ اس
طرف ہوتا ہی۔ کیا خوب کسی بزرگ نے کہا ہے! ؎ ہر کسے را بہر کارے ساختند؛ میل او را در دلش انداختند
یہی وجہ ہے کہ اہل یورپ نے تعلیم کے باب مین یہ قاعدہ رکھا ہی کہ متعدد علوم و فنون متعلم کے روبرو پیش
کئے جائین اور اسکی طبیعت کا میلان دیکھا جاے۔ امتحان کے بعد جس علم یا جس فن کی طرف اسکا میلان
پاتے اور مناسبت دریافت کرتے ہین اسی علم و فن مین اسکی تکمیل کراتے ہین مگر تجربہ کے بغیر ہرگز نہین جان
سکتے کہ کس شخص مین کونسی قوت ہی الحاصل وہ قوت تو انسان مین طبیعی ہے مگر اس قسم کے علم اور فن مین
مہارت اور مشق کرنے سے اس قوت کو بڑی جلا ہوجاتی ہے بعض باتین ہین کہ وہ صحبت کی وجہ سے طبعی
کی مثل ہوجاتی ہین اور ان کی وجہ سے بعض قوتون کی شناخت کچھ بتائی جاسکتی ہی۔ مثلاً قوت زبان
دانی اور اسکے حسن و قبح کا دریافت کرنا یہ قوت اول درجہ اہل زبان مین ہوگی اور خاص کر ان مین جنہون
نے علوم ادبیہ مین مہارت و مشق کی ہو جو زبان جسکی مادری ہے اور جس مین اسنے نشو و نما پایا ہے وہ
اسکی نسبت اہل زبان کہلاتا ہی مثلاً اردو زبان کی نسبت اہل ہند ہی کو اہل زبان کہینگے کوی عرب
یا فارس کا رہنے والا اردو کا اہل زبان نہین ہوسکتا۔ اس زبان کے حسن و قبح کے دریافت کرنے مین
جو سلیقہ اس ملک کے لوگون کو ہوگا دوسرے ملک کے لوگون کو نہین ہوسکتا اور پھر اس ملک کے لوگون مین
بھی ہر ایک ایسا نہین ہوسکتا جو اپنی زبان کی خوبی اور برائی کو معلوم کرلے بلکہ وہی خاص لوگ ہون گے
جن مین اسکی ادراک کی قوت یعنے ذوق صحیح ہے اور اسکی ادراک کی طرف انہون نے توجہ کی ہی اور اسکی
متعلق باتون کو سیکھا ہی غور کرو کہ ہندوستان مین اردو جاننے والے کروڑون ہین مگر اس زبان کے حسن و
قبح اور فصاحت و بلاغت معلوم کرنے والے بہت ہی کم نکلینگے پھر ہندوستان اتنا بڑا وسیع ملک ہی اسمین
انہین کے باشندون کی زبان قابل اعتبار نہین بجز دہلی یا لکھنؤ کے ان شہرون مین بھی ہر شخص لایق اعتبار
نہین چند ہی اشخاص ہین جن کی سند لیجاتی ہے اسی طرح عربی زبان کو خیال کرنا چاہئے کہ اسکے حسن و قبح
کو عرب ہی کے باشندے بخوبی جان سکتے ہین اور پھر یہ نہین کہ کل ملک عرب کے باشندے یکسان ہین

بلکہ تمام ملک عرب مین حجاز منتخب ہی پھر حجاز کے باشندے بہی سب ایسے ہین ہین جن کی قوت کا کامل اعتبار ہو وہان بہی بعض ہی اشخاص نکلین گے جنکا قول قابل سند ہوگا اب اگر کوی کابل و ایران کا رہنے والا ہند یا عرب مین چند روز رہکر یا علوم ادبیہ مین کسی قدر مہارت پیدا کرکے اہل زبان کا مقابلہ کرے اور ان کے محاورات کو غلط بتاے تو بجز اسکے اور کیا کہا جاے کہ اسے مالیخولیا ہوگیا ہی دوسرے درجہ مین وہ غیر اہل زبان ہو سکتے ہین جنہین انکی طبعی قوت مدرکہ اور اہل زبان کی صحبت اور علوم ادبیہ کی مہارت نے اہل زبان کے مانند کر دیا ہے۔

۱۹- اس بیان سے ظاہر ہوگیا کہ دو گروہ ہین جن مین وہ قوت مدرکہ ہو سکتی ہے ایک تو اہل زبان جن مین طبعی سلیقہ اپنی زبان کے حسن و قبح دریافت کرنے کا ہے اور دوسرے وہ جنے علوم ادبیہ مین مہارت تامہ پیدا کرکے اہل زبان کے مانند سلیقہ حاصل کیا ہے پہلے گروہ کو اگر اس قدرتی قوت کے سانہ مہارت علوم ادبیہ اور اس طرف توجہ بہی ہی تو بلاشبہ اسکا ذوق صحیح ہوگا اور اگر ان تینون امرون مین سے ایک بہی نہوگا تو اسکے ذوق پر کامل اعتبار نہین ہو سکتا تاہم اہل زبان کو دوسرون پر ترجیح ہے وای برحال اسکے جسمین تینون امر نہون اور کچہ عربی کا حرف شناس ہوکر خواہ مخواہ دخل در معقول دے جو کچہ مین نے ذوق صحیح کی نسبت بیان کیا ہے وہ اسکی تفصیل ہے جو علامہ ابوالقاسم اور شیخ الاسلام طہی نے مطول کے حاشیہ مین لکہا ہی حیث قال ان شان[1] الاعجاز عجیب یدرک ولا یمکن وصفه ومدرك الاعجاز عندی هو الذوق لیس الا وطریق اکتساب الذوق طول خدمة هذین العلمین یرید[2] ان الاعجاز مع کونه مدرکا لنا لا یمکننا ان نصفه ونعبر عنه بما یدرك به غیرنا سواء کان تعبیرا تحدیدیا او تنبیها وذلك لغایة لطافته ودقته ومدرك الاعجاز ای ما یدرك به الاعجاز هو الذوق اعنی القوة الذوقیة التی یدرك بها دقائق الکلام ووجوه محاسنه اللطیفة لا التحدید والذوق ان کان فطریا فذاك والا احتیج فی اکتسابه الی طول خدمة العلمین واذا تا ئید المنظر بقواعد لا کتساب فهو الغایة فی ادراك الاعجاز الخ۔

۲۰- اب جسکے کان ہون وہ سن لے کہ ملک عرب کے سے فصیح و بلیغ کہ اپنی خوبی زبان اور کمال زبان دانی مین اور ملک والون کو عجمی یعنے گونگے کہتے تھے اس تیرہ سو برس کے عرصے مین قرآن مجید کے ایک

[1] یہ قول سکاکی کا ہے جسکو علامہ تفتازانی نے معنا نقل کیا تہا اور خواجہ ابوالقاسم نے لفظا لکہدیا ۱۲

[2] یہان سے خواجہ ابوالقاسم سکاکی کے قول کی شرح کرتے ہین ۱۲

لفظ پر ہی حرف گیری نہ کر سکے اور بڑے بڑے فصحا اسکی فصاحت و بلاغت دیکھکر سرنگون اور متحیر ہوگئے باوجودیکہ کفار عرب حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمن جانی تھے اور ہر طرح کی عیب جوئی کے درپے رہتے تھے مگر یہان کچہ نہ کر سکے اگر کسی نے کچہ کہا ہوتو کوئی دکھلائے غرض کہ جو شہادت بعض کامل فصحا نے قرآن مجید کی اعلیٰ درجہ کی فصاحت کا اقرار دشمنون سے روبرو کیا اسوقت ہی کسی نے دم نہین مارا اگر انکے اقوال کو کسی نے نہین دیکھا ہے تو اب دیکھلے۔

سمع الوليد بن المغيرة من النبي صلى الله عليه وسلم ان الله يامر بالعدل والاحسان وايتاء ذي القربى وينهى عن الفحشاء والمنكر والبغي يعظكم لعلكم تذكرون فقال والله ان له لحلاوة وان عليه لطلاوة وان اسفله لمغدق وان اعلاه لمثمر ما يقول هذا بشرا۔

ولید بن مغیرہ نے جو عرب کے بڑے فصحا مین سے تہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے قرآن مجید کی یہ آیت سنی اِنَّ اللّٰهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِيْتَاءِ ذِي الْقُرْبٰى وَيَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْيِ يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ" کہا قسم ہے خدا کی اس کلام مین نہایت شیرینی اور بڑی خوبی اور قبولیت ہی اور اسکی جڑ خوب گہراؤ مین اور اوسکا سرا پھل دار ہے" ایسا کلام انسان کی طاقت سے خارج ہے (یعنے یہ کلام ایسا عمدہ اور مستحکم اور فائدہ مند اور لذیذ ہے کہ انسان ایسا کلام نہین بول سکتا")

ایکدن عتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بحث کرنے کے لئے آیا تہا آپ نے اسے قرآن مجید کی بعض آیتین سنائین اسنے ششدر ہوکر سنا کیا اور سننے کے بعد لوٹا ہوا اپنے گھر چلا گیا اور کچہ نہین کہا جب اسکے بہائی بند اسکے پاس آئے تو ان سے کہا کہ" اس نے (یعنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے) مجہے ایسا کلام سنایا کہ آجتک کبہی ایسا نہین سنا تہا اسکے سننے کے بعد مین متحیر رہگیا میری سمجہ مین کچہ نہین آیا کہ کیا کہون ابو عبیدہ کہتے ہین کہ ایک اعرابی قرآن مجید کی یہ آیت سنکر فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ سجدہ مین گر پڑا اور کہنے لگا کہ مین اسکی فصاحت کو سجدہ کرتا ہون"

اب اگر پادریون مین انصاف ہے تو دیکہین کہ اہل زبان جو اپنی زبان شناسی کی کسوٹی ہوتے ہین وہ قرآن مجید کی خوبی اور فصاحت کو کس اعلیٰ مرتبے کی بتا رہے ہین پھر ان کے مقابلہ مین ہندی اور ایرانی کس شمار مین ہین۔ پادری صاحب ناحق تنافر لئے پھرتے ہین ذرا ہوش کی دوا کرین۔ اجی

لہ بلاشبہ اللہ تعالیٰ انصاف کا احسان کا فراتبداروں کو دینے کا حکم کرتا ہی اور بیحیائی سے برے کامون سے اور بغاوت سے منع کرتا ہی نصیحت کرتا ہی تم کو شاید کہ تم نصیحت پذیر ہون۔ سہ اس چیز کو اشکارا کر دو جسکا تم حکم کئے جاتے ہو۔ ۱۲

صاحب! ان کو بہی جانے دو اس زمانے کے ذی علم عیسائیون کو دیکھو جن کو عربی زبان کا مذاق ہی ایک عالم فرانسیسی نے قرآن مجید کی فصاحت و بلاغت مین ایک کتاب لکہی ہے اور اسے بے نظیر ٹھیرایا ہے اور تحریر سابق مین جارج سیل کا مقولہ نقل کیا گیا ہے۔

۲۱- یہان ایک شبہ رہا جاتا ہے جس کا جواب دینا مناسب ہے تاپادری صاحب کا کوی حوصلہ باقی نرہے وہ یہ ہے کہ مطول کی عبارت سے اس قدر معلوم ہوا کہ ایک عالم کی راے کے بموجب قرآن مجید کے بعض الفاظ غیر فصیح ٹھیرینگے۔ اسکا جواب یہ ہے کہ اگر ایک عالم کی راے سے قرآن مجید کی فصاحت پر کسی طرح کا حرف آیگا تو دین محمدی کا کوی نقصان نہین ہوسکتا مگر اس اصول پر دین عیسائی سب تہ و بالا ہوجائیگا اور مذہب عیسوی کے جتنے اصول ہین سب خاک مین مل جاوینگے مثلاً انجیل جسپر اس مذہب کی بنیاد ہی اسکا حال اسی کے علما کی زبانی سنئے گا۔

ستائیس رسالے ہین جنہین عیسائی خدا کا کلام کہتے ہین اور جن پر ان کے مذہب کی بنیاد ہے ان مین سے چار انجیلین ہین اور باقی خطوط ہین۔ بقول عیسائیان دو انجیلین، تو حواریون کی لکہی ہوی ہین اور دو ان کی شاگردون کی۔ حواریون کو رسول کہتے ہین اس قول کے بموجب دو انجیلین یعنے انجیل متی اور انجیل لوقا تو بحث سے خارج ہین وہ تو الہامی ہو ہی نہین سکتین کیونکہ ان کے لکہنے والے الہامی نہین ہین۔ رہین دو انجیلین یعنے انجیل متی اور انجیل یوحنا ان دونون کی نسبت علماے مسیحیہ کا اختلاف ہے انجیل متی کی نسبت فاسٹس صاحب کہتے ہین کہ وہ متی حواری کی نہین ہے اور پروفیسر باہر جرمنی کہتا ہے کہ یہ جھوٹی انجیل ہے اور انجیل یوحنا کی نسبت اسٹاڈلن اپنی کتاب مین لکہتے ہین کہ انجیل یوحنا یقیناً مدرسہ اسکندریہ کے کسی طالب علم نے لکہی ہے۔ ہارن صاحب نے اپنے انٹروڈکشن مین لکہا ہے کہ فرقہ ایبونین نے اس انجیل سے اور کل تصانیف یوحنا سے انکار کیا ہے۔ برش بینڈر جو عیسائیون مین بہت بڑا محقق عالم ہے کہتا ہے کہ یہ انجیل اور یوحنا کے نامے یوحنا کی تصنیف نہین ہین بلکہ دوسری صدی مین کسی عیسائی نے اسکے نام سے لکہدئے ہین۔

چار انجیلون کے بعد اعمال الرسل ہے اول تو وہ بہی لوقا کی تصنیف کہی جاتی ہے جو رسول نہین ہے علاوہ اسکے عیسائیون کے فرقہ ولن تی نے اس اور مارسیونی اور سویرنی اس نے اسکا انکار کیا ہے ان باتون کی اگر تفصیل دیکہنا ہو تو اظہار الحق مطبوعہ مصر اور پیغام محمدی کی پہلی جلد ملاحظہ کرین غرض اسی طرح پادری صاحب کی ساری کتاب ساقط الاعتبار ہوگئی اور جب کتاب ہی کالعدم ٹھیری تو مذہب کی ترکی تمام ہوگئی کیونکہ کفارہ اور تثلیث وغیرہ سب کتاب ہی سے ثابت کیا جاتا ہے اور جب کتاب کا

ثبوت نہ ہوا تو کفارہ کا قلع وقمع ہو گیا اور تثلیث تین تیرہ ہو گئی غرض تمام مذہب عیسوی کا خاتمہ ہو گیا۔
اب پادری صاحب ماتم کرین۔

۲۲- میان حسن علی صاحب کان کھول کر اچھی طرح سُن لین کہ اگر انہین حوصلہ نکالنا ہے تو سوچ سمجھ کر قلم اٹھائین بے پر کی نہ اڑائین اور تہذیب سے گفتگو کرین ورنہ دوسری طرح جواب دیا جائیگا اور یہ بھی کہتا ہون کہ دو مسلمان اور دو عیسائی عربی دان عالم ایک ہندو عربی دان عالم کو منصف قرار دیکر اس امر مین زبانی بحث کرلین تو ایک ہی روز مین پادری صاحب کی موشگافیان کھل جائین گی۔

بیان سابق سے طالبان حق پر واضح ہو گیا کہ جناب پُر معاصی میان حسن علی صاحب عیسائی نے جو دعوی کیا تہا کہ مطول اور مختصر معانی کے رو سے بعض الفاظ قرآن مجید غیر فصیح ہین وہ محض ان کی بے علمی یا دہوکا دہی کا ثمرہ تھا اور جو اہل انصاف تحریر بالا کو سامنے رکھہ کر ان کے رسالہ مکحلہ کو دیکھینگے وہ ان کی کم مائگی اور حق پوشی کا کامل یقین کرلین گے مگر جو صاحب مقابلہ کی تکلیف گوارا نہ کرین ان کے لئے مکحلہ کی روسیاہی اور حقیقت واقعی کچہ بیان کردون مکحلہ کو دیکھہ کر کسی ذی علم کو تامل نہین ہو سکتا کہ اسکے مؤلف کو نہ علم سے بہرہ ہے نہ تہذیب و شایستگی سے کام ہی شروع سے آخر تک ان کا کلام بانگ بے ہنگام ہے۔ بلاشبہ عیسائی صاحب نے شراب قہر الٰہی مین بدمست ہو کر یہ ہذیان بکا ہے خدا تعالی ان کے اس نشہ کو اتارے اور صداقت کی راہ دکہاے ملاحظہ کیجئے کہ پر معاصی صاحب آپ اپنے کو عیسائی کہتے ہین اور حضرت مسیح علیہ السلام کے متبع ہو کر ان کے دین کے حامی بننا چاہتے ہین مگر حضرت مسیح کی جو اول تعلیم ہے جسکی وجہ سے اسکی ماننے والون کو فخر ہی اور جو اس دین کا تمغہ ہے اسی کے برخلاف وہ عمل کرتے ہین یعنے حضرت مسیح فرماتے ہین جو تیرے دہنے گال پر طمانچہ مارے دوسرا بہی اسکے طرف پھیر دے اور اگر کوی چاہے کہ تجہہ پر نالش کرکے تیری قبائے کرتے کو بہی اسے لینے دے اور جو کوی تجہے ایک کوس بیگار لیجا وے تو اسکے ساتہ دو کوس چلا جا (متی باب ۵ ورس ۳۹ تا ۴۱) اب عیسائی صاحب کو دیکہئے باوجودیکہ عبارت لکہنے کا ذرا بہی سلیقہ نہین مگر پہلے ہی رسالہ مین علماے اسلام پر طعن کر دیا کہ علماے محمدیہ کی یہ عادت ہی کہ جب قائل و معقول و مغلوب ہوتے ہین تو عربی کے جنگل و کوہستان مین ماوی و ملجا اختیار فرماتے ہین' اول تو ان سے کوی یہ دریافت کرے کہ آپ کو یا آپ کے پیر و مرشد کو یا کسی ماہر عالم محمدی کو مغلوب کرنا نصیب بہی ہوا ہے یا کسی جہوٹ ڈینگ ہی اڑانی آتی ہے اگر کچہ دعوی ہے تو ہمین میدان ہمین چوگان ہمین گوے بالمشافہ گفتگو کر لیجئے اور بلف یہ

لہ اس تحریر مین حسن علی صاحب کو کہین معترض کہا گیا ہی اور کہین پادری صاحب اگرچہ پادری ہونیکا مجہے علم نہین ہے اور چونکہ شروع تحریر مین پادری صاحب نے اپنے آپ کو عامی پُر معاصی لکہا ہے اسوجہ سے مین نے بہی اس لفظ سے تعبیر کیا۔ ۱۲

ہ۔ لہ جب تحریر سابق مین جناب کے اغلاط اور نا راستی کے علاوہ محض غلط اور مہمل لفظ ہی دکھائے گئے مگر تحریر ثانی مین ان کے جواب مین دم نمارا۔

ان کی اس اشتعال طبع اور کمال مرتبہ کے بے سر و پا اعتراض کے وجہ سے منفخہ کے جواب مین کم علمی یا دھوکا دہی کا لفظان کی شان مین استعمال کیا گیا اتنے کہنے سے تو عیسائی صاحب میان سے باہر ہوگئے اور قہر الٰہی کے نشہ مین بھر گئے اور جو کچھ نہ لکھنا تھا وہ لکھدیا اور خوب حضرت مسیح کے قول پر عمل کیا چند جملے مین نقل کرتا ہون جو اُن کی تہذیب اور شایستگی اور عیسویت کی سچی گواہ ہین۔

پادری صاحب کی تہذیب اور حلم کا نمونہ

معترض ایسے اغلاط و جہل مرکب سے بطفل دبستان بھی نہ کرے گا (صفحہ ۱) مجیب اہل زبان کے محاورات اردو کے غلطیان بیان کی جاتی ہین حالانکہ ایک سطر محاورے کے مطابق عیسائی صاحب نہین لکھہ سکتے چنانچہ عنقریب حال کھل جائیگا (۲) جس کو ش دکھا کے تمیز نہین وہ جواب کیا خاک دے پتھر لکھے گا (۳) صفحہ ۲۔ اگر کوی بعارضہ مالیخولیا دماغ مبتلا ہوتا تو ایسے ہذیان نہ بکتا (۴) تحسین ایسے پوچ سوچ اور عبارت بے اوج پر بمصداق ختم اللہ علی قلوبہم الخ اس مہمل عبارت کے ساتھ سخت کلامی قابل ملاحظہ ہے (۵) بموجب بیت نظامی ؎ ولیکن چو گزرد م بہنگام جوش ۔ نہ سوراخ دیدہ نہ سوراخ گوش۔ پادری صاحب بالکل نشہ مین چور ہین اونہین ہوش نہین کہ کیا ہوا ذرا ہوش کرکے دیکھین کہ پہلے ان کے منفخہ کے وجیان اڑائی گئین نہین اور اسکا باد بدمستی ہونا ثابت کیا گیا تھا اب ان کے مکحلہ کے باب مین قلم روان ہے اور دندان شکن جواب دیا جاتا ہے کوئی اور امر نہین ہے صفحہ ۵ (۷) مقطع صورت و سیرت (۸) مقراض دغل کو بغل سے نکال کر الخ میان پر معاصی صاحب نے کئی سطرون مین قابلیت کا خون کیا ہے اور اپنی دانست مین خوب استعارات لکھے ہین مگر ان سے کوی یہ دریافت کرے کہ مقراض دغل یا چشم مرغ مقراض کسی اہل زبان نے باندھا یا لکھا ہے۔ صفحہ ۴ (۶) "مولوی صاحب نے اپنی تسمہ بازی و عیاری و بے استعدادی و کم فہمی و بلکہ مضمون نافہمی" ناظرین ان الفاظ ناشایستہ کو ملاحظہ کرین جس سے ان کی طینت کا حال بخوبی کہلتا ہے۔ بے استعدادی نافہمی کا حال اسوقت کہلجاے جسوقت کہ مجمع علما مین گفتگو ہو یون قلم کی گہس گہس کو کون روکتا ہے جسکے جو جی مین آئے آئین بائین شائین لکھتا چلا جاے مگر جاننے والے اب بہی جان لینگے۔ صفحہ ۱۵۔ گریز کے سوا کچھ چارہ نہ دیکھہ کے غزال کی طرح لبنی زبان بیہودہ بکنے مین نکالی دیا ہذیان ولاطائل نے پیپل کے پتے کے طرح ان کی زبان کو ہلایا" ناظرین پادری صاحب کی تہذیب کو ملاحظہ کرین اور حضرت مسیح کے اس قول کو دیکھین یہ عیسائی ہین اگر بدلہ ہی لینا تھا تو اسی قدر الفاظ لکھے ہوتے جسقدر مین نے لکھے تب اہل حق جانتے ہین کہ

ایسا نا مہذب شخص لایق خطاب نہین ہوسکتا مگر عوام کو دہوکے سے بچانے کے لئے مخاطب کی قلعی کھولنا ضرور ہے چونکہ معترض صاحب کی شایستگی کا یہ حال ہے تو مجھے ضرور ہوا کہ جزاء سیئۃ سیئۃ پر عمل کرون اور دکہادون کہ ؎ از مکافات عمل غافل مشو گندم از گندم بروید جو ز جو - اور حضرت سعدی کے قول پر عمل کرون یعنے ؎ نکوئی با بدان کردن چنان است کہ بد کردن بجاے نیکردان - یہ تو ان کی تہذیب کا نمونہ تھا اب انکی سچائی اور راست بازی کا ذکر کیا جاتا ہے -

پادری صاحب کی راست بازی کا نمونہ

(۱) صفحہ ۱ "علما فضلا اغلاط جہل و املا جناب مولوی عبداللہ صاحب ملاحظہ فرمائین" اسکے بعد اپنی نافہمی سے ادنیس لفظی غلطیان بتائی ہین ان مین اولاً جو تیرہ غلطیان بیان کی ہین وہ ہرگز میری تحریر سابق مین نہین ہین محض جہوٹ میری طرف منسوب کرتے ہین ذرا ہوش مین اگر تحریر سابق کو دیکہین اور صفحہ ۲ سطر ۱۳ و ۱۴ کو ملاحظہ کرین تاکہ انہین معلوم ہو کہ میری تحریر کہان سے شروع ہوتی ہے بہلا جس شخص کو ایسی مدہوشی اور بے خبری ہو وہ کیا جواب لکہیگا ؎ گر ہی بے خبری حضرت والا ہوگی پتا ریورنڈ پدری سب تہ و بالا ہوگی - (۲) صفحہ ۴ سطر ۳-۵ - علامہ تفتازانی نے مولانا رکن الدین کے جواب کو تردید کیا نہ کہ ان کا اعتراض اور اس نے الم اعہد کی مثال غیر فصیح و متنافر بیان کی اس کو انہون نے بحال رکہا" یہ محض غلط اور جہوٹ ہے اور ایک نہین تین جہوٹ ہین اول یہ کہ مولانا رکن الدین کو معترض قرار دینا کیونکہ انہون نے یہان کوئی اعتراض نہین کیا دوسرے یہ کہنا کہ علامہ نے مولانا کے اصل قول کو (جسے پادری صاحب اعتراض کہتے ہین) رد نہین کیا تیسرے یہ کہنا کہ الم اعہد کے غیر فصیح ہونے کو بحال رکہا ان کا صریح جہوٹ ہونا تحریر سابق سے بخوبی ظاہر ہے فقرہ ۹ و ۱۲ و ۱۳ و ۱۴ ملاحظہ ہو -

(۵) مولوی عبدالحکیم صاحب نے کہا کہ جس نے کہا کہ اللہ تعالی کے طرف عجز و جہل کے نسبت ظاہر ہوگی یہ بات محض غلط ہے کیونکہ اللہ تعالی فصاحت و بلاغت لانے پر کمال قادر ہے لیکن اللہ تعالی اپنی حکمت بالغہ سے نہین لایا (صفحہ ۵ سطر ۲-۵) "ای حق کے طالبو خدا کے لئے پادری صاحب کا اندھیر تو ملاحظہ کرو کہ علانیہ عبارت موجودہ کا مطلب الٹا بیان کر رہے ہین اور صریح جہوٹ بول رہے ہین مولوی عبدالحکیم کا یہ قول ہرگز نہین ہے جو پادری صاحب کہہ رہے ہین جو عبارت عبدالحکیم لاہوری کی نقل کی ہے اس کا مطلب ہم اوپر لکہہ آئے ہین فقرہ ۳ کے آخر کا حاشیہ ملاحظہ ہو - اس کا حاصل یہ ہے کہ علامہ تفتازانی پر فاضل تونسی یہ اعتراض کیا تہا کہ خدا تعالی کا جہل یا عجز لازم نہین آتا کیونکہ ممکن ہے کہ خدا تعالی لفظ فصیح لانے پر قادر ہے مگر کسی پوشیدہ حکمت سے نہین لایا -

عبدالحکیم لاہوری علامہ کے طرف سے اس طرح جواب دیتے ہین کہ علامہ نے یہ نہین کہا کہ عجز یا جہل لازم آئیگا بلکہ ان کا مطلب یہ ہے کہ غیر فصیح لفظ آنے سے عجز یا جہل کا وہم ہوتا ہی (اور اس ذات مقدس کے طرف ایسا وہم ہی سخت گناہ ہے) پس فاضل تعلق کا اعتراض دفع ہو گیا کیونکہ نہایت ظاہر ہے کہ جب غیر فصیح لفظ آئیگا تو ضرور وہم ہوگا کہ ایسا لفظ کیون آیا اب یا تو وہ اس کے عدم فصاحت سے واقف نہین یا لفظ فصیح لانے پر قدرت نہین رکھتا۔

اس صریح جھوٹ کے بعد پادری صاحب نے ہذیان شروع کر دیا چنانچہ لکھتے ہین تعجب کی بات ہی کہ ذوق صحیح اللہ تعالی کی حکمت خفیہ کو دریافت کرکے کہہ سکے کہ کلام ثقیل فصیح ہے الخ" (صفحہ ۵ سطر ۶ و ۷) اس مالیخولیا کا کیا علاج ہے کس نے کہا کہ ذوق صحیح خدا تعالی کی حکمت پوشیدہ کو دریافت کرلیتا ہی اور ثقیل کو فصیح بتاتا ہے ہم تو یہہ کہتے ہین کہ ذوق صحیح لفظ کی ثقالت کو دریافت کرلیتا ہی اور فصیح اور غیر فصیح مین تمیز کر دیتا ہے اور بغیر ذوق صحیح کے اس کی تمیز ہی نہین ہو سکتی کہ یہ ثقیل ہے یا غیر ثقیل یہ کہنا کہ جب کہ اللہ تعالی نے کلام ثقیل فرمایا تو ذوق صحیح تسلیم کرے یا نہ کرے بہر صورت ثقیل ہے" اثر مالیخولیا ہی کیونکہ جب اسکی ثقالت کو ذوق صحیح تسلیم نہین کرتا تو اسکا ثقیل ہونا کیونکر معلوم ہوتا اسی کیونکہ ذوق صحیح کے سوا کوئی ذریعہ ثقالت کے دریافت کرنے کا نہین ہے اگر ہوگا تو خطا الہامی یا وسوسہ شیطانی ہوگا۔

چھٹا جھوٹ مین نے شروع تحریر مین مختصر معانی کی عبارت کا ترجمہ عام فہم کیا تہا اسکی نسبت لکھتے ہین کہ "دل تو جملہ ہی از حد غلط ہے صحیح یہ کہ اب یہ امر بہ پایہ ثبوت ہے الخ" (صفحہ ۲ سطر ۱۱ و ۱۲) اس اندہیر کا کچھ ٹھکانا ہے کہ عالمانہ صحیح کو غلط اور غلط کو صحیح کہہ رہے ہین کسی اردو عربی جاننے والے سے دریافت کرو وہ بھی کہدیگا کہ میرا ترجمہ صحیح بامحاورہ ہے اور پادری صاحب کا محض غلط بے محاورہ "بپایہ ثبوت" بالکل خلاف محاورہ ہے اسکے بعد ایک مہمل جملہ بول گئے جسے ہذیان کہنا چاہئے وہ یہ ہے "کسی وجیہ نے ارباب ریختہ سے ایک جملے مین ۳ وجہ و سو کو فصیح تصور نہین فرمایا بلکہ اثقل اور نہایت کریہ متصور کیا" یہ جملہ ہذیان محض ہے مین نے جو ترجمہ کیا تہا اسکے جواب مین اسے کیا تعلق ہے وہ کس بات کا رد ہی صاف طور سے بیان کیجئے۔

ساتوان جھوٹ دوم یہ کہ "مولوی صاحب نے ذوق صحیح کی تعریف ایسی تعریف کی کہ بجائے مدح ذوق صحیح ذم فرمایا" (صفحہ ۲ سطر ۱۴ و صل) محض جاہلون کے فریب دینے کو ایسی زٹل اڑائی جاتی ہی[1]

[1] معترض صاحب کے دعوی انشا پردازی کو دیکھئے اور یہ قریب قریب لفظ کا مکرر آنا دیکھئے ۱۲

کچھ بیان تو کیا ہوتا کہ میرے بیان سے کیونکر ذوق صحیح کی ذم ہو گئی یہ بالکل اپکا جھوٹ ہی ذوق کی ذم ہرگز نہین ہے کسی ذی علم سے دریافت کر لیجئے۔

آٹھوان جھوٹ علامہ التفتازانی نے اسواسطے یہ ضابطہ مقرر کیا کہ ذوق صحیح جس لفظ کو اسوجہ سے ثقیل دریافت کرے کہ اس لفظ کے حروف باضغط ہین یا بے ضغط الخ" (صفحہ ۲ سطر ۱۸) یہ محض غلط سراسر جھوٹ ہی جس عبارت کا یہ ترجمہ یا مطلب بیان کر رہے ہین اس کا ہرگز یہ مطلب نہین ہے علامہ کی عبارت مین بے ضغط اور باضغط کا کہین پتہ نہین ہے محض عوام کے فریب دینے کو زٹل قافیہ اڑا رہے ہین تاکہ ناواقف خیال کرین کہ جواب ہو گیا مطلب علامہ کا وہی ہی جو پہلی تحریر مین صاف طور سے بیان کر دیا گیا اور اس تحریر کے فقرہ ۱۱ مین بیان ہوا ہی اور اسکا حاصل یہ ہے کہ علامہ کی غرض یہ ہے کہ تنافر کا مدار کسی خارجی امر پر نہین ہے نہ قرب مخارج پر اور نہ بعد مخارج پر اور نہ حروف باضغط اور بے ضغط پر حرف ذوق صحیح پر مدار ہے جو ایک باطنی امر ہے افسوس ایسی فہم پر کہ اسطرح کھول کر سمجھایا گیا مگر معترض صاحب نہین سمجھے کسی نے سچ کہا ہے ؎ مین نہ سمجھون تو بھلا کیا کوئی سمجھاے مجھے۔ معترض صاحب کی انشا پردازی بھی لایق ملاحظہ ہے کہ مبتدا کا ذکر کیا اور خبر ندارد یعنے جو عبارت آٹھوین جھوٹ مین نقل کی گئی ہے ظاہر ہے کہ وہ مبتدا ہے اور خبر اسکی کہین نہین ہے جس نے اردو کی صرف ونحو دیکھی ہے وہ اسے جان سکتا ہے

نوان جھوٹ "مولوی صاحب فرمائین کہ ہمزہ و عین و ہا و عین جو کہ الفاظ اعہد و اسرع مین ہین ان کے بولنے و نکالنے مین زبان کو تنگی و دشواری ہوی یا نہین ہوی" صفحہ ۳ سطر ۱ و ۲) ہرگز کسی طرح کی دشواری نہین ہوی ان سے کسنے کہا ذرا ہوش کی باتین کرین لطف یہ ہے کہ پہلے تو دشواری اور تنگی ان حروف مین بیان کرتے ہین جو باضغط ہین و بیان عین و ہا کو اس مین داخل کرتے ہین اب وہ بتائین کہ ان دونون حرفون مین ضغط کس نے بیان کیا ہے جسے اتنا ہی شعور نہو کہ حروف باضغط کون اور بے ضغط کون وہ مطول اور مختصر معانی کا مطلب کیا خاک سمجھیگا۔

دسوان جھوٹ ذوق صحیح نے اسوجہ سے باحسن الوجوہ اعہد و اسرع کو بسبب قرب مخارج و بعد مخارج کے تنافر تصور کیا" (صفحہ ۳ سطر ۳) محض جھوٹ ذوق صحیح نے ہرگز تنافر تصور نہین کیا معترض یہ بھی نہین جانتے کہ ذوق صحیح کسے کہتے ہین انہین چاہئے کہ کسی عالم سے کم سے کم پانچ برس پڑہین تو کسی قدر سمجھنے لگین گے اس ہذیان کو دیکھئے کہ پہلے تو ثقل کی وجہ حروف کا باضغط ہونا بیان کیا اور یہان قرب مخارج اور بعد مخارج کو بیان کرتے ہین بھلا قرب مخارج اور بعد مخارج اور ضغط بے ضغط مین کیا مناسبت ہے کیا قرب مخارج جہان ہوگا وہان ضغط آپ سمجھے ہین ذرا کچھ بیان تو کیجئے یہ سمجھ غلط ہے جناب

اس کے اعلیٰ مرتبہ کی فصاحت کو کشادہ پیشانی سے تسلیم کرتے ہین - اب اگر کوئی جاہل جسے عربی عبارت سمجھنے کا سلیقہ نہو اور آسان اور سلیس عربی بھی نہ سمجھ سکتا ہو وہ اسکی فصاحت پر کلام کرے تو بجز اس کے اور کیا کہا جاے کہ اسے مالیخولیا ہوگیا ہے - خاک اڑاکر آفتاب روشن کو چھپایا چاہتا ہے یا اپنے پیٹ پالنے کی غرض سے جاہلون مین اپنی قابلیت جتاتا ہی - افسوس اُن عیسائیون پر جو ایسے ناعاقبت اندیش جاہل کی باتون مین آکر آفتاب نیمروز کے چھپانے مین اس کے شریک اور اسکی تحریرون کو مشتہر کرتے ہین - (۴) پادری صاحب کی تحریر انکی بے علمی ہی ثابت نہین کرتی بلکہ انکی بددیانتی اور ابلہ فریبی بھی ظاہر کرتی ہے جسکا ثبوت میری پہلی تحریر مین موجود ہی اور اب اسکی زیادہ توضیح کیجاویگی - جو شبہات انہون نے پیش کئے تھے اُن کا کافی جواب دیا گیا مگر انہون نے نہایت بیباکی سے محض جھوٹی اور غلط باتین پھر پیش کی ہین - اہل علم کے نزدیک اگرچہ وہ تحریر مضحکہ طفلان ہی نہین ہے بلکہ اُس کے علانیہ جھوٹ اور جاہل فریب باتون سے نہایت نفرت کے لائق مگر مجھے یہ خیال ہوا کہ شاید کوئی طلب حق عربی زبان سے ناآشنا انکے فریب مین آجائے اور محض غلط بات کو صحیح جان لے - اس لئے مین مطوّل کی پوری عبارت جو تنافر کی بحث سے متعلق ہی فقرہ فقرہ نقل کرکے اسکا مطلب بیان کرتا ہون تا ناواقف بھی انکی بے علمی اور ابلہ فریبی سے واقف ہوجائین مگر یہ خوب یاد رہے کہ مین اُسی قدر عبارت نقل کرونگا جسقدر مطلب کے متعلق ہے - وھی ھذا -

(۵) فالتنافر وصف فی الکلمة یوجب ثقلها علی اللسان وعسر النطق بها فمنه ما یوجب التنافی فیه بحو الهعخع بالخاء والعجمة فی قول الاعرابی سئل عن ناقة فقال ترکتها ترعی الصعخع ومنه ما دون ذلك نحو مستشزرات "تنافر کلمہ مین ایک صفت ہی جسکی وجہ سے وہ کلمہ زبان پر ثقیل ہوتا ہی اور اس کے بولنے مین دشواری ہوتی ہے - اس صفت کے کئی مرتبے ہین - بعض وہ جسکی وجہ سے انتہا درجہ کا ثقل ہوتا ہے" جیسے لفظ ھعخع کہ ایک گھاس کا نام ہے اور بعض وہ جسکی وجہ سے انتہا درجہ کا ثقل نہین ہوتا بلکہ اس سے کم ہوتا ہے جیسے لفظ مستشزرات ہی" - یہان یہ امر معلوم کرلینا چاہیے کہ جلال الدین محمد صاحب تلخیص[1] نے تنافر کی کوئی تعریف نہین کی بلکہ فقط ایک مثال اسکی دیدی ہے - یعنے مستشزرات علامہ تفتازانی نے شرح تلخیص یعنے مطول مین تنافر کی فقط یہ شرح کی ہے کہ لفظ مین وہ ایک صفت ہی جسکے سبب سے وہ لفظ زبان پر ثقیل ہوجاتا ہی - علامہ کے نزدیک اسیقدر تنافر کی تعریف ہے اور لفظ مستشزرات مین یہ صفت پائی جاتی ہے اور اسکا ادراک صرف ذوق صحیح پر موقوف ہی اور کوئی شناخت اس کے لئے نہین ہے -

(۶) علامہ موصوف اپنی راے بیان کرکے خلخالی کی راے کی غلطی بیان کیا چاہتے ہین چنانچہ کہتے ہین

[1] تلخیص متن ہے اور مطول اور مختصر معانی دونو اسکی شرحین ہین - ۱۲

صرف کی کتابین جو بچے پڑھتی ہین انہین ملاحظہ کیجئے مگر کسی ماہر سے اسکا مطلب دریافت کر لیجئے۔

آپ یاد رکھین کہ ذوق سے دریافت کرنا اور بات ہے اور قاعدہ سے ایک حکم دینا اور چیز ہے ذوق کسی قاعدہ سے کوئی امر دریافت نہین کرتا بلکہ بلالحاظ کسی قاعدہ کے اسے خود بخود دریافت ہوتا ہی جسطرح کوئی مٹھائی کھائی تو ذوق اسکی شیرینی دریافت کرتا ہی یا کسی آواز کو سن کر اس کی عمدگی یا برائی دریافت کرتا ہے مگر اسکا بیان غیر ممکن ہے کہ اس نے کس قاعدہ سے مٹھائی کی شیرینی اور آواز کی عمدگی اور غیر عمدگی دریافت کی بلکہ بغیر کسی قاعدہ کے اس کے وجدان نے اس کا حکم کیا اسی قیاس پر تنافر کو سمجھئے اور جان لیجئے کہ الم اعہد کو کسی کے ذوق نے متنافر نہین کیا ہے بلکہ مولانا رکن الدین نے غلطی سے ایک قاعدہ مقرر کیا تہا جس کے رو سے لفظ مذکور کا متنافر ہونا لازم آتا ہی مگر جبکہ تمام علما کی تصریح سے وہ قاعدہ غلط ہے تو وہ الزام بہی غلط ٹہرا۔

گیارہوان جہوٹ مولوی صاحب اللہ تعالیٰ کی حکمت خفیہ پر ذوق صحیح کو ترجیح دیتے ہین (صفحہ ۵ سطر ۷ و ۸) کیسا صریح اتہام لگاتے ہین ہم ہرگز نہین کہتا پادری صاحب خدا سے ڈرین ایسا جہوٹ نہ بولین۔

بارہوان جہوٹ الم اعہد جب رائے مولانا رکن الدین مولوی عبدالحکیم ثقیل ہے"۔ مولوے عبدالحکیم ہرگز اسے ثقیل نہین کہتے یہ ان پر محض اتہام ہے۔

اس کے بعد پرمعاصی صاحب نے خوب بغلین بجائی ہین اور جاہلانہ استعارات لکہہ کر غریب اردو فارسی نجاننے والون پر قابلیت ظاہر کی ہے اس کے اغلاط لکہنا تو فضول تحریر کو طول دینا ہے اس کی وجہ یہ ہوی کہ پہلے تحریر مین ابن اثیر کے کلام کا ایک جملہ رہ گیا تہا جس کے رہ جانے سے مطلب مین ذرا بہی فرق نہین آتا چنانچہ اس تحریر کے فقرہ ۸ مین اس کا مطلب بیان کیا گیا ہے اور پرمعاصی صاحب نے اس کے بیان مین جو کئے صفحہ سیاہ کئے ہین وہ محض ہذیان مجنونانہ ہے اس کو مطلب سے کچہ تعلق نہین ہے۔

صفحہ ۶ سطر ۲ مین لکہتے ہین مولوی صاحب نے محض غلط عبارت نقل کی ہے صحیح و اصل عبارت یہ ہے الخ۔ مین نے غلط عبارت نقل نہین کی البتہ ایک جملہ رہ گیا ہے جسکے رہنے سے مطلب مین کچہ فرق نہین آیا ان پادری صاحب نے جو عبارت نقل کی وہ محض غلط ہے مثلاً صفحہ ۶ کی سطر ۵ مین لکہتے ہین کالجیش والشجی فی التنزیل الم اعہد یہان پادری صاحب ایک واو کو بالکل ہضم کر گئے اور کالجیش والشجی فی التنزیل الم اعہد

اور سطر ۶ مین من الحلق الی التقدالیسر" یہان سے بافظ التقفہ او بالیسین غلط ہین جس کی وجہ سے عبارت مہمل ہوگئی

تیرہوان جھوٹ صفحہ ۷ سطر ۱۹ و ۲۰ شجی عالمتنافیل کے درمیان حرف عطف نہین ہے" یہ بھی محض غلط ہے میرے پاس چار نسخے معلول کے موجود ہین ایک قلمی اور تین مختلف چھاپون کے چاردن مین لفظ شجی کے بعد حرف عطف واو موجود ہے یہ بیچارا آدمی اتنا بھی نہین سمجھا کہ بغیر واو کے مطلب نہین بنتا اب اسے جہالت سمجھو یا جھوٹ اگر جہالت ہے تو پہلی سطر سے اسکی یعنے جہل مرکب کا پتہ جہل کی خبر نہین دوسرے کو نا سمجھی کا اتہام دیتے ہین نوین فقرہ مین اس جملہ کا مطلب بیان ہوا ہے دیکھ لو ملاحظہ ہو۔

چودہوان جھوٹ "جس لفظ کا مخرج تمام لفظ حروف شفتی سے نکل کر حروف حلقی تک تمام ہوجاے وہ متنافر ہے" (صفحہ ۸ سطر ۱۶) صاحب پادری صاحب نے یہ کیسا اندھیر مچایا کہا ہے کہ جس بات کو علامہ تفتازانی اور ابن اثیر وغیرہ کہہ رہے ہین اسی امر کو ان کے طرف منسوب کیا جاتا ہے ابن اثیر نے ہرگز یہ نہین لکھا جو پادری صاحب لکھ رہے ہین اسکی عبارت کا مطلب فقرہ ۱۳ مین ملاحظہ ہو۔

پندرہوان جھوٹ مولوی صاحب نے خود اقرار کیا کہ "ملع متنافر ہے اذ ملع کا حال اسکے برعکس ہے لعنے پہلی طریق سے لفظ کا نکلنا آسان ہے بہ نسبت دوسرے طریقہ کے" ع چہ دلاور است دزدے کہ بکف چراغ دارد۔ مین نے کہان لکھا ہے کہ پہلی طریق سے لفظ کا نکلنا آسان ہے بہ نسبت دوسرے طریقہ کے۔ مین نے تو صاف لکھدیا ہے کہ دونون طریقون مین فرق ٹھہرانا غلط ہے لفظ کا حلق کے جانب سے شروع ہونا یا ہونٹ کی طرف سے سب یکسان ہے اس کو تنافر مین کچھ دخل نہین (رسالہ انجمن حمایت اسلام مدراس جلد اول نمبر ۲ کا صفحہ ۱۰ ملاحظہ ہو) ایسی بیباکی اور دروغ کا کچھ ٹھکانہ ہی کہ جو امر چھپا ہوا مشتہر موجود ہے صریح اسکے خلاف لکھ رہے ہین اور یہ امر بھی اسی صفحہ سے ظاہر ہے کہ ملع کا متنافر ہونا اس وجہ سے نہین ہے کہ اسکا تلفظ ہونٹ کی طرف سے شروع ہوا ہے بلکہ اسوجہ سے ہے کہ کاملین اہل ذوق نے اسے متنافر ٹھہرایا ہے یہی وجہ ہے کہ بلغاء ملع کو کاملین فصیح کہتے ہین باوجودیکہ ہونٹ کی جانب سے ان کا تلفظ شروع ہے ہین نے اس امر کو صفحہ مذکور مین بہت واضح طور سے بیان کیا ہے مگر پادری صاحب محض اپنی ہم مشربون کے خوش کرنے کو اور عوام کے فریب دینے کو ایک صریح جھوٹ امر بیان کر رہے ہین۔

سوال یہ مہمل عبارت تو دیکھئے کہ ملع متنافر ہے لیکن ملع کا حال اسکے برعکس ہے؟ یہ بیان نہین کیا کہ کسکے برعکس ہے اور جب یہ کہدیا کہ ملع متنافر ہے تو پھر اس جملہ کی کیا ضرورت ہے ۱۲۔

سولہواں جھوٹ "اب علم کی فصاحت اس سبب سے ہوی کہ پہلے طریق سے نکلا ہے اور سلع کا متنافر ہونا اس سبب سے ہوا کہ دوسری طریق سے نکلا ہے (صفحہ ۸ سطر ۲۰ و ۲۱) محض غلط صریح جھوٹ ابن اثیر اور علامہ دونون یہ کہہ رہے ہین کہ علم کا فصیح ہونا اور سلع کا غیر فصیح ہونا اس سبب سے ہے کہ پہلا حلق کی طرف سے شروع ہوتا ہے اور دوسرا ہونٹ کی طرف سے بلکہ اسوجہ سے کہ تنافر ایک امر ذوقی ہے اور پہلے لفظ کو ذوق صحیح نے غیر متنافر اور دوسرے کو متنافر ٹھہرایا اس سبب سے علم غیر متنافر اور سلع متنافر ہوا۔ اور لطف یہ ہے کہ خود ہی چند سطر پہلے لکھ چکے ہین کہ "علم اس سبب سے متنافر نہین ہے کہ اسکا نکلنا یعنے شروع تلفظ حرف حلق سے ہو کے حرف شفتی تک تمام ہوتا" ایسے ناظرین انصاف فرمائین کہ یہ بدحواسی اور سرشاری نہین تو کیا ہے کہ پہلے کچھ لکھدیا اور چند سطرون کے بعد اس کے خلاف لکھدیا۔

سترہواں جھوٹ "ذوق صحیح جس لفظ کو نطق کے لئے ثقیل و دشوار دریافت کرے وہ کیا پس وہ متنافر ہے تنافر قرب المخارج یا بعد المخارج سے ہو دونون حالتون مین برابر ہے" (صفحہ ۱ سطر ۱۲ و ۱۳) یہ جملہ فریب آمیز ہے کیونکہ ابن اثیر کا مطلب تو یہ ہے کہ تنافر کی شناخت صرف ذوق صحیح سے ہوتی ہے قرب مخارج اور بعد مخارج کی وجہ سے نہین ہوتی اب ذوق صحیح جس لفظ کو متنافر ٹھہرائے وہ متنافر ہوگا خواہ اسمین قریب المخرج حروف ہون یا بعید المخرج یا اور کوی بات ہو اس کے لئے کوی قاعدہ مقرر نہین ہے جیسا کہ ہم نقرہ ۸۵ - ۱ مین بیان کر آئے ہین اور پادری صاحب یہ ظاہر کرنا چاہتے ہین کہ ذوق صحیح کا ثقیل کو دریافت کرنا ان دو حالتون مین منحصر ہے بلکہ جہان یہ دو حالتین ہونگی وہان ذوق صحیح ثقیل جانیگا حالانکہ یہ محض غلط ہے۔ صفحہ ۱ سطر ۱۴ مین ہے "جیسا کہ مولانا جلال الدین محمد بن عبد الرحمن خطیب جامع دمشق نے ضابطہ متنافر مقرر فرمایا" یہ محض جھوٹ ہے جلال الدین محمد نے متنافر کا کوی ضابطہ مقرر نہین کیا اور نہ ہو سکتا ہے چنانچہ علامہ نے بھی صاف لکھدیا ہے (فقرہ ۱۱) ملاحظہ ہو بڑا تعجب ہے کہ ایسی جھوٹی باتین پادری صاحب لکھکر کیون نامہ اعمال سیاہ کر رہے ہین اگر آخرت کا کچھ خوف نہین ہے تو کیا دنیا کی شرم و حیا بھی دل سے اٹھادی ہے۔

۱۸-۲۲ جھوٹ "ابن الاثیر مطول السعد قرآنی روایت سوا الفاظ النشق والقمر وسورۃ الکوثر سوا انا وہو کے لفظ بلفظ حسب ضابطہ متنافر مولانا جلال الدین محمد و عبارت علامہ التفتازانی و برای خالی

---

۱۲ یعنے یہان پانچ جھوٹ ایک جگہ بیان کئے گئے ہین ۱۲ سے ناظرین اس مین عبارت کو ملاحظہ کرین اسپر دو دو تین تین اور چھ چھ جھوٹ لکھنے کا دعوی ہے اللہ سے جس نے کہ ابن عبارت کو لکھکے معنی و مطلب کو سمجھکر مطلب دریافت کرین دیکھین کہ کون سا مطلب بیان کرتا ہے یا نہین بتاتا ہے۔ ۱۲

مولانا رکن الدین قرب المخارج و توسط تین حرفوں کے درمیان تاخیر کو قرب المخارج مع بالفصل
واجتماع دو حرف ایک جنس کے ثقیل ہیں" (صفحہ ۱ سطر ۱۰-۱۲) یہ محض غلط و محض جھوٹ ہے مولانا جلال الدین
محمد نے کوئی ضابطہ تنافر بیان کیا اور نہ علامہ تفتازانی کی کوئی عبارت ہے جس سے کوئی لفظ قرآن مجید
ثقیل ٹھہرتا ہے اور نہ خلیلی کی رائے سے کوئی لفظ قرآنی غیر فصیح قرار پاتا ہے اور نہ مولانا رکن الدین
حروف بعید المخرج کو موجب ثقل کہتے ہیں ان چاروں امور کی نسبت آپ نے محض اتہام لگایا
ہے اس نظر سے آپ کی یہ چار جھوٹ ہیں البتہ ضروری قرب المخرج حروف کو ثقل کا موجب کہتے ہیں
جس کو علامہ تفتازانی نے خوب رد کیا ہے اور غلط فاحش ٹھہرایا ہے (دیکھو فقرہ ۱۲-۱۳) اور اجتماع
دو حرف ایک جنس کو ثقل کا سبب کہنا ہی محض غلط ہے اس کی سند پادری صاحب نے نہ پہلی
تحریر میں پیش کی اور نہ دوسری تحریر میں پھر کیا پادری صاحب کی صرف تحریر پر اعتماد کر لیا جاوے
جن کی راست بازی کا یہ حال ہے جس کا بیان ہوتا ہے ع باین خوبی امید ملک دارمی غرض
گیرہ پانچوان جھوٹ ہوا

ستیسوان جھوٹ "وانچہ رائے پوک علامہ التفتازانی نے مولانا رکن الدین کا جواب تردید
کیا الم اعہد اس نے جو الم اعہد کی مثال دی بجا ان دکھا" (صفحہ ۱۱ سطر ۱۲ و ۱۳) محض جھوٹ اور سراسر
غلط علامہ کے نزدیک انکا اصل قاعدہ یہی غلط اور جواب یہی غلط غرضکہ دونوں باتین غلط ہین
بلکہ علامہ کہتے ہین کہ جو کوئی ایک لفظ قرآن مین غیر فصیح اعتقاد کرے وہ مسلمان نہین۔ (دیکھو
فقرہ ۱۲ و ۱۳ و ۱۴)

اٹھیسوان جھوٹ "وگر علامہ التفتازانی مولانا رکن الدین کی مثال الم اعہد کو تردید کرتے تو
قاعدہ تنافر مولانا جلال الدین محمد اور اپنی عبارت مندرجہ مختصر للمعانی و مطول کو تردید کرنا پڑتا"
صفحہ ۱۱ سطر ۱۹-۲۱ محض غلط مولانا جلال الدین نے تنافر کا کوئی قاعدہ نہین بیان کیا اور نہ علامہ
نے کوئی ایسی بات لکھی جسکے رد کرنا پڑتا بلکہ علامہ نے صاف صاف مولانا رکن الدین کی کل باتون
کا رد کیا ہے جو امین بیان مین انہون نے لکھی ہین جسکا بیان اوپر مکرر کیا گیا۔

انتیسوان جھوٹ "کیونکہ علامہ التفتازانی نے خود جو عبارت دونون کتابون مین مندرج کی
ہے جنکے الفاظ یہ ہین قرب المخارج و بعد المخارج ثقیل ہین تو کیونکر رکن الدین کی مثال
الم اعہد جو بعید قرب المخارج ثقیل ہے تردید کرتے" (صفحہ ۱۱ سطر ۱۹-۲۱) عبارت مذکورہ علامہ نے
نہین لکھی پادری صاحب محض غلط کہتے ہین اور اس کے بعد جو عبارت مختصر اور مطول کی نقل کی

ہے مس مین ہرگز یہ بات نہین ہے اسکی کیفیت ملاحظہ ہو اول تو پادری صاحب اپنی مقطع معوجہ پر نظر کرین کہ جناب نے مغراض دخل کو بخل سے بدلکر عبارت کی قطع و برید کرکے جامہ تزویر تیار کیا اور بیچارہ مطلب سے پارہ پارہ ہونے کا کچھ خیال نفرمایا اصل عبارت مختصر معانی کی یہ ہے والفاظ

ان کل ما یعدہ الذوق السلیم ثقیلا متنافر الحلق فھو متنافر سواء کان من قرب المخرج او بعد هما او غیر ذالک یعنی تنافر کے لئے قاعدہ یہ ہے کہ جس لفظ کو ذوق سلیم ثقیل اور متنافر الحلق جانے وہ متنافر ہے اب یہ اسکا جاننا جس وجہ سے ہو خواہ قرب مخرج یا بعد مخرج کی وجہ سے یا اور کسی سبب سے اسکا حاصل یہ ہوا کہ تنافر کے لئے کوئی قاعدہ ایسا تو نہین ہے جس کی وجہ سے ہر ایک شخص لفظ متنافر کو پہچان سکے البتہ اللہ تعالیٰ نے جن کو ذوق صحیح عنایت کیا ہے وہی پہچان سکتے ہین اور انکا جاننا کسی خاص امر پر موقوف نہین نہ قرب مخارج پر نہ بعد مخارج پر نہ کسی امر پر مگر جن الفاظ کو انہون نے متنافر ٹھہرایا ہے ان مین سے بعض ایسے ہین جن مین قریب المخرج حروف ہین اور بعض ایسے ہین جن مین بعید المخرج حروف ہین اور بعض ان کے سوا ہین غرض کہ کاملین کے ذوق نے ایک بات متعین نہین کی ہے پادری صاحب نے عبارت کے آخر سے لفظ او تعین خلاف کو اوڑا دیا تاکہ یہ خیال ہو کہ ذوق صحیح کا الفاظ کو ثقیل جاننا قرب مخرج اور بعد مخرج مین منحصر ہے حالانکہ یہ محض غلط ہے اور اگر وہی عبارت سنادی تو بھی یہ مطلب اسکا نہین ہو سکتا کہ جہان قرب المخرج یا بعید المخرج حروف ہون وہان تنافر کا ہونا ضرور ہے بلکہ بعض الفاظ ایسے ہون گے کہ وہان قریب المخرج یا بعید المخرج حروف کے اجتماع سے تنافر پایا جائیگا جیسے لفظ امدہ امدہ اب دیکھیے کہ اگر لفظ امدہ ایک مرتبہ بولا جاے یا کسی عبارت مین آئی تو متنافر اور غیر فصیح نہ ہوگا اگرچہ اس مین قریب المخرج حروف مجتمع ہین اور یہ اگر یہ لفظ علی الاتصال مکرر بولا جاے تو تنافر ہو جائیگا چنانچہ علامہ نے فصاحت کلام کے بیان مین اس کی تصریح کی ہے اس کی وجہ یہی ہے کہ لفظ اجتماع حروف قریب المخرج یا بعید المخرج تنافر کا سبب نہین ہے بلکہ بعض وقت اس اجتماع کی کوئی خاص صورت ہو جاتی ہے جس کی وجہ سے ذوق صحیح اسے متنافر کہدیتا ہے غرض کہ ہر طرح تنافر کی شناخت کا مدار وہی ذوق صحیح ہوا نہ اجتماع حروف قریب المخرج الخ اصل عبارت تفتازانی مولانا رکن الدین کے قول کو اور قدماے علماے معانی کے کلام کو خلل مین الفاظ کو بخوبی رد کر سکتے تھے اور رد کیا اب اگر کسی کی عقل پر جہالت یا تعصب کا پردہ پڑا ہوا اور وہ نہ سمجھے یا دیکھتا ہوا نہ دیکھے تو مجبوری ہے

چھبیسوان جھوٹھ "مولانا رکن الدین کی مثال الم اعہد مولانا جلال الدین محمد کی عبارت اور علامہ التفتازانی کی عبارت کے مضمون کے مطابق بعینہ اور بجنسہ ہی" (صفحہ ۱۲ سطر ۱۴ و ۱۵) محض غلط اور صریح جھوٹھ ہے مولانا جلال الدین کی کوی عبارت ایسی نہین ہے جس کے مطابق مولانا رکن الدین مثال ہوا ور نہ علامہ کا کوی ایسا مضمون ہے بلکہ علامہ نے صاف صاف انکار کیا ہے جس کا بیان نہایت فصاحت کے ساتھ عام فہم لفظون مین اوپر کیا گیا اب اگر کوی انکھین نر کہتا ہوا ور عوام کالانعام سے بھی گیا گذرا ہو تو اسکا کیا علاج ہے آفتاب نیم روز کو بھی وہی دیکھہ سکتا ہے جس کے انکھین ہین اور جسکے انکھین ہی نہین وہ نہ دیکھہ سکتا ہے اور نہ اسے کوی دکھا سکتا ہے اور بعض ایسے بھی ہوتے ہین کہ دیکھتے ہوے نہین دیکھتے۔

ستائیسوان جھوٹھ "مولوی عبدالحکیم صاحب نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ فصاحت جانتا ہے اور فصاحت کے لانے پر قادر ہے لیکن اپنی حکمت بالغہ کے سبب سے نہین لایا اور کچھ فصاحت کا تابعدار نہین الخ (صفحہ ۱۳ سطر ۴-۶) محض غلط مولوی عبدالحکیم کا یہ قول نہین ہے سراسر آپکا اتہام ہی بتائیے کہان لکھا ہی مگر عبارت کا مطلب کسی سے دریافت کریجیگا دن کو رات نہ بتا ئیگا یہ تو ان کی راستبازی تھی اب لیاقت علمی ملاحظہ کیجئے مولوی عبدالحکیم صاحب کے قول مذکور کے بعد تحریر فرماتے ہین کہ۔ علامہ تفتازانی نے عاجز ہوکے یہ جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ علوًا کبیرًا ہے اس سبب سے اسکا کلام فصیح ہے۔ یہان تین باتین پادری صاحب کی لایق تماشہ ہین اول یہ کہ علامہ تفتازانی نے ۷۹۱ھ یعنے آٹھوین صدی مین انتقال کیا اور مولوی عبدالحکیم شاہ جہان بادشاہ دہلی کے عہد مین سیکڑون برس کے بعد علامہ کے ہوے ہین با این ہمہ جناب حسن علی صاحب فرماتے ہین کہ مولوی عبدالحکیم صاحب نے یہ کہا اور علامہ نے اسکا یہ جواب دیا ماشاء اللہ کیا معلومات ہین سوال کرنے والے تو بعد ہون اور اسکے جواب دینے والے سیکڑون برس پیشتر دوسرے یہ کہ پادری صاحب بار بار لکھتے آتے ہین کہ علامہ تفتازانی نے مولانا رکن الدین کی مثال الم اعہد کو رد نہین کیا بلکہ اسے بعینہ قایم رکھا یعنے علامہ کے نزدیک بھی قرآن مجید مین بعض الفاظ غیر فصیح ہین اب مین جناب سے دریافت کرتا ہون کہ جب علامہ کا یہ قول ہے تو ان کو جواب دینے اور عاجز ہونے کی کیا حاجت ہے جب پادری صاحب کے نزدیک علامہ کا یہ قول ہے کہ قرآن مجید مین بعض الفاظ غیر فصیح ہین تو مولوی عبدالحکیم کا کہنا ان کے مخالف کیا ہوا جو علامہ اسکا جواب دیتے ذرا خیال کرنے کی بات ہی کہ علامہ تو خاص علماے پوری کو اسیوقت رد کر سکتے ہین کہ ان کے نزدیک قرآن مجید مین کوی لفظ غیر فصیح نہ ہو سچ ہے دروغ گو را حافظہ نباشد وہان کچھ لکھا اور یہان کچھ کہدیا تیسرے یہ کہ علامہ کے جواب کے بیان مین ایسی لیاقت علمی صرف کی ہے

کہ ماشاء اللہ سب لاف بے پڑھنے والے تعریف کرتے ہون گے کہتے ہین کہ اللہ تعالی علوًا کبیرا ہے اس سبب سے اسکا کلام فصیح ہے حضرات ناظرین ملاحظہ کرین کہ علامہ کا جواب وہی ہے جو مین نے ۱۲ فقرہ کے اخیر مین بیان کیا ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ قرآن مجید مین غیر فصیح لفظ آنے سے خدا کے جہل یا عجز کا وہم ہوتا ہے اور خدا تعالی اس سے پاک و برتر ہے پادری صاحب نے جواب کے اخیر فقرے کو جواب سمجھا اور پھر اسکا ترجمہ بھی نہو سکا لکھدیا کہ اللہ تعالی علوًا کبیرا ہے سبحان اللہ ایسی لیاقت پر مقابلہ کرنے بیٹھے ہین اور قرآن مجید کی فصاحت پر کلام کرتے ہین کیون نہو این کار از تو آید و مردان چنین کنند۔ لطف یہ ہے کہ اردو نویسی کا بھی دعوی ہے اور کہتے ہین کہ ایسا عام فہم لکھو جیسا مین لکھتا ہون اب فرمائین کہ علوًا کبیرا کہان کی اردو ہے اور وہ کونسے عوام ہین جو اسے سمجھتے ہین۔

اٹھائیسوان جھوٹھ "علماء محمدیہ کی یہ سخت عادت زمانہ سے تا ایندم ہی کہ جب معقول جواب نہین دے سکتے تو آیت قرآنی پیش کیا کرتے ہین جیسا کہ علامہ التفتازانی نے دو کلمہ قرآنی کو پیش کیا" (صفحہ ۱۳ سطر ۹-۱۱) جھوٹے پر تین حرف اگر کہین علماء محمدیہ نے ایسا کیا ہو تو دکھاؤ ورنہ ایسی تہمت سے تائبہ اٹھاؤ اسوقت عیسائیون کے رد مین بیسون کتابین موجود ہین کسی مین ایسی عادت نکالدین اور علامہ نے تو آیت پیش نہین کی بلکہ نہایت معقول جواب دیا ہے اب اگر کوئی ناواقف نہ سمجھے اور جہل مرکب مین گرفتار ہوکر زبردستی کا الزام دے تو اسکا کیا علاج ہے۔

انتیسوان جھوٹھ "خلخالی والقاضی القطب و شیخ الاسلام الچلپی نے بیان فرمایا ہے کہ متشرات کا تاؤ بزار کے درمیان مین ہے اس سبب سے ثقیل ہے" (صفحہ ۱۴ سطر ۵ و ۶) قاضی قطب اور شیخ الاسلام چلپی نے ہرگز یہ نہین کہا صرف خلخالی کا قول ہے مگر اس قول سے قرآن شریف کا کوئی لفظ ثقیل نہین ٹھہرتا کوئی لفظ قرآن مجید کا متشرات کے مانند بتاتے اور مبرہن کرکے گفتگو کیجئے۔

تیسوان جھوٹھ "اس وجہ سے متشرف ہی متنافر و منثنا ثقل ہے" (صفحہ ۱۴ سطر ۹) نہ علامہ نے یہ کہا اور نہ کسی اور نے بلکہ صرف جہل مرکب کا نتیجہ ہے فقرہ ۶ و ۷ مین اسکی تفصیل ملاحظہ ہو۔ الحاصل الفاظ قرآنی متشرون متشرکون۔ متسرفوا۔ ہر طرح فصیح ہین ان کو غیر فصیح کہنا محض غلط ہے۔

اکتیسوان جھوٹھ "علامہ التفتازانی نے رائے اول کو بہر صورت تسلیم کیا" (صفحہ ۱۴ سطر ۱۱) محض جھوٹھ علامہ نے کسی طرح تسلیم نہین بلکہ رد کیا ہے فقرہ ۵ و ۶ و ۷ مین اس کی تفصیل کی گئی ہے۔

لہ پادری صاحب الکانپوری کو تو غلط بتائی اور الچلپی خود لکھ رہے ہین مثل مشہور صادق ہے ۱۲

سلہ رسالہ انجمن حمایت اسلام مدراس نشان ۲ جلد ۲ کا صفحہ ۳ و ۴ دیکھنا چاہئے ۱۲

بتیسوان جھوٹھ "اب تتشرون۔ تشرکون۔ تشرفوا۔ تشمروا۔ یہ الفاظ قرآنی حسب قاعدہ خلخالی چھپی ورائے علامہ تفتازانی مثل مستشرف ثقیل ہین" (صفحہ ۱۲ سطر ۱۷ و ۱۸) محض غلط ہے مستشرف کو کوئی ثقیل کہتا ہے نہ ان الفاظ قرآنی کو۔ مین نے لکھا تہا کہ علامہ نے خلخالی کی رائے کو غلط ٹھہرایا ہے۔

معترض جناب اونہون نے کہان غلط ٹھہرایا ہے **مجیب** اس کا پتہ ونشان فقرہ ۵ و ۶ و ۷ مین تفصیل بتایا گیا ہے ذرا ہوش مین اگر خمار کو دور کرکے آنکہین کہول کر اچھی طرح دیکھئے اور اگر پھر بہی ذہن شریف نہ آئی تو راقم سمجہانے کو حاضر ہے جہان فرمائین حاضر ہو اور مجمع عام مین سمجہا دے۔

معترض مولوی صاحب کو اتنی بہی تمیز نہین کہ لفظ سہو وغلط مین کیا فرق ہے۔ **مجیب** اتنی تمیز تو ہی کہ اگر جناب حسن علی صاحب دس برس پڑہین تو تمیز آئے اور کیسے لایق ہو جائین مگر جہل مرکب کا کیا علاج ہے ؎ آن کس کہ نداند و بداند کہ بداند سو جہل مرکب ابد الدہر بماند۔ لفظ سہو جو علامہ نے یہان لکہا ہے اس کی تشریح فقرہ ۷ مین ملاحظہ ہو ذرا پادری صاحب نے ہی ان دونون لفظون مین فرق بیان کیا ہوتا اسوقت قلعی کہلتی۔

معترض کہین نہین لکہا ہے کہ ان کی رائے غلط ہے (صفحہ ۱۳ سطر ۲۱) **مجیب** بیشک لکہا ہی ذرا حق کو ورسے کرکے اس تحریر کا فقرہ ۵ و ۷ ملاحظہ کیجئے۔

تینتیسوان جھوٹھ "علامہ تفتازانی نے علی التواتر تائید کی ہے کہ الفاظ مذکورۃ الصدر ثقیلہ ہین" (صفحہ ۱۵ سطر ۳) مین کہان تک کہون پادری صاحب نے جھوٹھ کا طومار باندھ دیا اور دنیا کی شرم وحیا اور خوف خدا سب دل سے اٹہا دیا علامہ نے کہین اسکی تائید نہین کی صاحبو ذرا خیال کرو جس امر کی وجہ سے علامہ کے نزدیک خدا تعالی پر جہل یا عجز کا وہمہ لگے اور جس بات کو وہ یہ کہین کہ کوئی ایماندار ایسی بات نہین کہہ سکتا اس بات کی علی التواتر تائید کرینگے بہلا یہ کیسا اندہیر ہے۔

چونتیسوان جھوٹھ "علماے محمدیہ کی یہ عادت ہے کہ جب قائل ومقول ہوتے ہین تو عربی کے جنگل کو بنا مین ماوا وملجا اختیار فرماتے ہین جب سوال کیا جاتا ہے تب فوراً عربی عبارت لکہہ دیتے ہین" (صفحہ ۱۵) جہوٹھے پر خدا کی پھٹکار اور وہ بہی بیشمار مین بہی ایک محمدی ہون میری عادت بہی تو کہین ثابت کیجئے مین نے آپ کی عادت تو ثابت کردی جس کے جواب مین آپ سے دم نہ مارا گیا ابتک دعوی ہی چلا جاتا ہی حیا ہو تو ایسی ہو آپ کے رد مین بہت سی کتابین موجود ہین جن کا جواب آجتک کسی عیسائی سے نہین ہوا ان کی فہرست دیکہنا ہو تو کتاب مراسلات[1] مذہبی اور ضمیمہ پیغام محمدی ملاحظہ کرنا چاہئے ان کتابون مین اس عادت

[1] یہ کتاب ۱۲۹۳ھ مین نامی پریس کانپور مین چہپی ہی اور سید محمد ابراہیم سے کانپور احاطہ کمال خان مین بہی قیمت سے مل سکتی ہی۔

کہو کہلائین ورنہ خدا سے کچھ شرمائین اور اپنی عادت سے باز آئین۔

سینتیسوان جھوٹھ "مولوی صاحب نے سوالات مندرجۂ ذیل کے کچھ بھی جوابات نہ دئے گریز کے سوا کچھ چارہ نہ دیکھ کے غزال کی طرح لبنی زبان بیہودہ بکنے مین نکالے" الخ (صفحہ ۱۵ سطر ۴ و ۵) ناظرین اس ہذیان کی حقیقت کو ملاحظہ کرین پادری صاحب نے تین باتین اس صفحہ مین بیان کی ہین جن کو سوالات مندرجہ فرمارہے ہین اول اجتماع دو حرف یک جنس سے دو لفظ مین موجب ثقل ہے دوسرے یہ کہ امرا القیس نے سات قصیدہ کعبہ کے دروازہ پر آویزان کئے اور جب آیت وَقِيلَ يَا أَرْضُ ابْلَعِي مَاءَكِ الخ نازل ہوی تب شہرۂ فصاحت امرا القیس کا آخر ہوا منکشف ہو کہ ابلعی و اقلعی بسبب بعد المخارج ثقیل ہین" الخ۔

جن صاحب نے عیسائی صاحب کی پہلی تحریر دیکھی ہوگی ان پر ظاہر ہے کہ اول سوال کی کوی سند انہون نے پیش نہین کی اور یہ نہین بتایا کہ کس نے ایسا لکھا ہے تاکہ معترض صاحب کی قلعی کھولی جاتی انہون نے اسی غرض سے ظاہر نہین کیا کہ پردہ ڈھکا رہے پھر اگر ایسی بادہوائی قول کی طرف توجہ نہ کی جاے تو عجب نہین اور اس بے توجہی کو کوی ذی علم اور ذی عقل گریز نہین کر سکتا با این ہمہ اس پر کفایت نہین کی گئی بلکہ کہدیا گیا کہ محض غلط محض غلط کسی فصیح کا نام بتائیے (رسالۂ انجمن حمایت اسلام مدراس کا نمبر صفحہ ۱۲ سطر ۱۲ ملاحظہ ہو) پھر آخر مین حاصل تقریر اس طرح بیان کر دیا گیا کہ پادری صاحب نے عدم فصاحت کے پانچ سبب بیان کئے ہین چار اسباب کو بیان کر کے لکھا ہے "پانچوین ایک جنس کے دو حرفون کا لفظون مین جمع ہونا محققین کے نزدیک ان مین سے کوی عدم فصاحت کا سبب نہین ہے" (رسالۂ مذکور کا صفحہ مسطورہ سطر ۱۳ و ۱۸ ملاحظہ ہو) اب فرمائیے کہ یہ جواب نہین تو کیا ہے ای صاحبو کوی لاطائل اور غلط دعوے پیش کرے تو اسکا جواب بجز اظہار غلطی دعوی اور انکار کے اور کیا دیا جاے مگر اس امر سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ معترض صاحب نشہ مین مخمور عقل و شعور سے دور ہو کر مقابلہ کرنے بیٹھے ہین۔ مین نے تو کافی جواب دیدیا تھا اب انہین چاہئے تھا کہ کسی فصیح کا کلام نقل کرتے اور کسی محقق کا حوالہ پیش کرتے مگر نہو سکا گریز کے سوا کچھ چارہ نہ دیکھ کے "غزال کی طرح لبنی زبان بیہودہ بکنے مین نکالی" الخ۔

اب دوسرے سوال کا حال سنئے خیال کرنے کا مقام ہے کہ جس آیت کی فصاحت کے روبرو فصاے عرب نے تو سر جھکا لیا اور امرا القیس سے نامی فصیح کا کلام گرد ہو گیا اس آیت کی فصاحت مین ہندوستان یا ایران کا جاہل جسے سلیس عربی سمجھنے کا ذرا بھی سلیقہ نہو وہ اسے ثقیل اور اشد ثقیل بتاے صاحبو ذرا انصاف سے کہو یہ اشر مالنجولیا نہین تو کیا ہے اور اسے حالت مخموری کا ہذیان نہ کہین تو کیا کہین ان اہل زبان کے روبرو حضرت صاحب تو کیا مولانا رکن الدین کے سے ہزارہون اور زبان کے باب مین ان کے مخالف کہین تو

سب ہیچ اور فضول شمار کیا جائیگا کیا اہل زبان کے روبرو کسی غیر اہل زبان کا ضابطہ قاعدہ کس شمار مین ہو سکتا ہے کیا ان کی زبان کو ان سے زیادہ کوئی سمجھ سکتا ہی ہرگز نہین ہرگز نہین لہذا معترض صاحب کو ایسا لکھنا اپنا مضحکہ کرانا ہی علاوہ اسکے کیا تحریر سابق مین واضح اور مدلل طور سے شروع سے چار سخون تک ثابت نہین کیا گیا کہ قریب المخرج اور بعید المخرج حروف کا اجتماع تنافر کا باعث نہین ہی کیا مختصر معانی اور مطول اور علامہ دسوقی کی شرح سے ثابت نہین کر دیا گیا کہ تنافر کی شناخت حرف ذوق صحیح پر موقوف ہی قرب مخرج اور بعد مخرج کو اسمین دخل نہین ہے (رسالہ مذکور کا صفحہ ۷ - ۱۰ تک ملاحظہ ہو) با این ہمہ اسی بعد مخرج اور قرب مخرج کو پیش کرنا اور یہ کہنا کہ سوالات مندرجہ ذیل کے جواب نہین دئے گریز کیا کیسی سخت بیحیائی اور صریح جھوٹ ہے غرض کہ دو باتونکا جواب بخوبی دیا گیا - رہی تیسری بات وہ ملاحظہ ہو معترض صاحب فرماتے ہین "عبارت قرآنی فَلَا اُقْسِمُ بِمَا تُبْصِرُوْنَ وَمَا لَا تُبْصِرُوْنَ کلام ابی جہل قَلِیْلًا مَا تُؤْمِنُوْنَ کلام عقبہ بن ابی معیط قَلِیْلًا مَا تَذَکَّرُوْنَ یہ تینون عبارت باہم مساوی مندرجہ قرآن ہین" (صفحہ ۱۵ سطر ۱۴ و ۱۵) اسی مین تسلیم کرتا ہون کہ اس بے سر و پیر اور مہمل کلام کا تعرض تحریر سابق مین نہین ہے مگر اہل علم ملاحظہ فرمائین کہ اس قول مین کونسا امر جواب کے لائق ہے اتنک تو ان کی تحریر المعنی فی بطن الشاعر کا مصداق ہے عجب لطف ہے کہ باوجود ایسے بہاری دعوے کے مطلب ہی ادا نہین ہو سکتا اور جب تک وہ اپنی مطلب کو بخوبی ادا نہ کرین تو ہمین کیا ضرور ہے کہ دوسری اٹھا کر انکے پیٹ سے مطلب کو ظاہر کرین معترض صاحب یہ تو فرمائین کہ یہ قول انہون نے کس کتاب سے نقل کیا ہے اور اسپر اعتراض کیا ہے اسے تو صاف کہول کر بیان کرین جسوقت وہ اپنا اعتراض صاف طور سے بیان کرینگے اسوقت وہ دندان شکن جواب دیا جائیگا کہ معترض صاحب کے سب نشے ہرن ہو جائینگے ساری چوکڑی بھول جائینگے یہان تک ۳۵ شاہد جناب حسن علیصاحب کی راستبازی کے پیش کئے گئے اب زیادہ لکھنے کی ضرورت نہین ہے تنبیہ ان مسیحی صاحب کی تھوڑی سی تحریر مین اس قدر راستبازی کے نمونے ہونا اگرچہ ناظرین حق بین کے نظر مین تعجب خیز ہوگا مگر واقع مین مسیحیون سے اس امر کا تعجب نہ کرنا چاہئے کیونکہ ان کی کتاب مقدس جس پر ان کے دین کا مدار ہے وہ صاف صاف جھوٹ بولنے کی اجازت دیتی بلکہ اس سے بھی زیادہ یہ ہے کہ جھوٹ بولکر اور فریب دیکر دوسرون کا مال چھین لینے کا صریح حکم دیتی ہے بس جو تعلیم انہین ان کی کتاب نے دی ہی اسپر عمل کرنا خصوصاً فائدے کی غرض سے انکا کام ہی وہ ضرور کرینگے اب زیادہ تعجب ناظرین کو نہوگا کہ کتاب مقدس مین ایسی تعلیم کیسے ہو سکتی ہی مگر مین چند حوالے انکی خدمت مین پیش کرتا ہون کتاب مقدس کھولکر ملاحظہ فرمائین یہ تعجب دور ہو جائیگا (۱) خروج کے باب ۳ ورس ۱۸ مین خدا تعالی کا خطاب حضرت موسی کو اسطرح ہے تو اور اسرائیلیون کے بزرگ مصر کے بادشاہ کے پاس آئیو اور اسے کہیو کہ خداوند عبرانیون کے خدا نے ہم سے ملاقات کی اور اب ہم تیری منت کرتے ہین ہمکو تین دن کی راہ بیابان مین جانے دے تاکہ ہم خداوند اپنے خدا کے لئے قربانی کرین" یہان صاف طور سے خدا تعالی نے جھوٹ بولنے کی تعلیم فرمائی کیونکہ غرض تو یہ تھی کہ اسملک سے چلے جائین تاکہ اسکی تکلیفون سے نجات پائین قربانی کیلئے جانا

وزعم بعضہم انّ منشاء الثقل فی مستشزرات ھو توسط الشین المعجمۃ التی من المھموسۃ
الرخوۃ بین التاء التی ھی من المھموسۃ الشدیدۃ والزّاء المعجمۃ التی ھی من المجھورۃ ولو قال
ھو مستشرف لزال ذلک الثقل وھو سھو لان الراء المھملۃ ایضا من المجھورۃ فیجب ان یکون
مشتشرف ایضا متنافرا بل منشاء الثقل ھو اجتماع ھذہ الحروف المخصوصۃ بعض نے یہ گمان
کیا کہ لفظ مستشزرات مین ثقل کی وجہ یہ ہی کہ شین معجمہ جسکی صفت مہموسہ رخوہ ہے تے اور زے کے درمیان
واقع ہے حالانکہ تے کی صفت مجہورہ ہے یعنے یہ کہ بلند آواز سے نکلے - ماصل یہ ہے کہ اس کلمہ مین قریب قریب
ایسے حروف جمع ہین جو اپنی صفات مین ایک دوسرے کی ضد ہین - اس وجہ سے یہ کلمہ ثقیل ہے اگر شاعر مستشزرات
کی جگہ مستشرفات کہتا تو یہ ثقل زائل ہوجاتا - علامہ تفتازانی کہتے ہین کہ خلخالی کی یہ بھول ہے یعنے مستشزر
کے ثقیل ہونے کی یہ وجہ بیان کرنی کہ اسمین ایسے حروف مجتمع ہین جنکی صفات ایک دوسرے کی ضد ہین
غلط خیال ہے کیونکہ اگر ایسی صفات کے حروف کا مجتمع ہونا موجب ثقل ہے جیسے مستشزرات مین ہین تو مستشرف
کو بھی ثقیل ہونا چاہیئے کیونکہ بعینہٖ ایسی صفات کے حروف اسمین بھی ہین حالانکہ یہ قائل مستشرف کو ثقیل نہین کہتا
اور واقع مین بھی وہ ثقیل نہین ہے - لہذا وہ امر ثقل کا باعث نہوا جو خلخالی نے بیان کیا ہے بلکہ ثقل کی وجہ
اس لفظ مین خاص[1] حروف کا مجتمع ہوجانا ہے -

(۷) یہان علامہ[2] تفتازانی نے خلخالی کے قول کو بلفظ زعم اس لئے تعبیر کیا کہ عرف مین اس لفظ کا استعمال قول
باطل پر ہوتا ہے یعنے عربی کا محاورہ عرف مین یہ ہوگیا ہے کہ قول صحیح کو لفظ قال سے بیان کرتے ہین اور قول
ضعیف کو لفظ قیل سے اور جب کسی باطل قول کو بیان کرتے ہین تو زعم سے کرتے ہین تاکہ پہلے ہی سے ظاہر
ہوجاے کہ یہ قول ناقل کے نزدیک باطل ہے پھر اس باطل قول کو علامہ نے مطول مین بلفظ سہو تعبیر کیا
جسکا مطلب یہ ہوا کہ خلخالی کی یہ بھول ہے - نہایت ظاہر ہے کہ جب کسی مہذب کی غلطی مہذب طور سے
بیان کیجاے تو اس کے لئے یہ عمدہ طرز ہے یعنے غرض تو یہی ہے کہ خلخالی کا یہ قول غلط ہے مگر تہذیب کی
راہ سے علامہ کہتے ہین کہ یہ انکی بھول ہے اس کے علاوہ علامہ نے ایک عمدہ اشارہ یہ کیا ہے کہ اس قول کی
غلطی ایسی ظاہر ہے کہ خلخالی سے ہرگز جسارت نہ کرتے مگر بھولے سے ایسا کہدیا - الغرض علامہ نے یہان
غلط امر کو بلفظ سہو بیان کیا ہے مگر ان باریک باتون کے سمجھنے کے لئے علم چاہیئے جاہل کیا جانے ؟
یہی وجہ ہے کہ مختصر معانی مین اسی قول کو لکھکر علامہ لکھتے ہین فیہ نظر - یہ عبارت ہی عربی مین کسی قول کو

---

[1] یعنے سین مہملہ ساکنہ پھر تای فوقانیہ مفتوحہ الف کے بعد شین معجمہ ساکن پھر زاے معجمہ اور راے مہملہ ۱۲ -

[2] یہ قصر و کملہ کے صنف کا جواب ہے ۱۲ -

مقصود نہ تھا (۲) خروج کے باب ۱۱ درس ۱ و ۲ مین ہے خداوند نے موسیٰ سے کہا کہ مین فرعون اور مصریون پر ایک
بلا لاؤنگا سو تو اب لوگون کے کانون مین کہہ ہر ایک مرد اپنے پڑوسی اور ہر ایک عورت اپنے پڑوسن سے روپے کے برتن اور سونے
کے برتن عاریت لیوے یہان صریح فریب دیکر دوسرے کا مال لے لینے کی تعلیم کی گئی اور کانا پھوسی سکھائی گئی اور جب ان سے ایسی
عمدہ اور قیمتی برتن طلب کرنیکا حکم ہوا تو اسکے ضمن مین یہ اجازت ہونا ہی ضرور تھا کہ جس حیلہ اور بہانہ سے ملین لے لو اور ظاہر ہے کہ
بغیر کسی بہاری جھوٹہ اور شدید مضرت کے بیان کئے مصری اپنی قیمتی برتن کیونکر دیسکتے تھے غرضکہ خدا نے انہین فریب دینے کی تعلیم دی
اور بنی اسرائیل نے اسپر عمل کیا یعنے جھوٹہ بولکر مصریون سے مال لیلیا اسکی تصریح مراسلات مذہبی کے حصہ دوم مین ہے پس جب مصریون کا
مال لے لینے کیلئے جھوٹہ اور فریب کی اجازت پاوری صاحب اپنی کتاب مقدس مین دیکھین تو مشن کا لقمہ ہضم کرنے اور اپنی
سرخروئی جتانے اور تنخواہ مین اضافہ کرانے کی لئے کیون نہ جھوٹہ بولین گے بھی سجادہ رنگین کن گرت پیر مغان گوید۔ کہ
سالک بے خبر نبود زراہ و رسم منزلہا۔ یہ دو حوالے تو عہد عتیق کے دئے گئے اب ایک عہد جدید کا بھی ملاحظہ ہو۔ (۳) حضرت پولوس
تلمہ رومیون کے باب ۳ درس ۷ و ۸ مین فرماتے ہین "پھر اگر میری جھوٹہ سبب خدا کی سچائی اسکے جلال کے لئے زیادہ ظاہر ہوی تو مجھ
پر کیون گنہگار کی طرح حکم ہوتا ہی اور ہم کیون نہ برائی کرین تاکہ بھلائی نکلے"۔ یہان سے ظاہر ہو گیا کہ مذہب عیسوی مین
نیک مقصد کے لئے عامۃً جھوٹہ بولنے کی اجازت ہے اور اسیوجہ سے مسیحیون مین نیک مقصد کے لئے جھوٹہ بولنا صرف جایز ہی نہین ہے بلکہ عمدہ
اور مستحسن سمجھا گیا ہے اور ابتدا مین بڑے زور و شور سے اسکا برتاؤ رہا جسکا اثبات پیغام محمدی مین کیا گیا ہی پاوری حسن علی
صاحب ہی اپنے مقتداؤنکی پیروی کرتے ہین اور ع میراث پدر خواہی علم پدر آموز۔ کا دم بھرتے ہین۔ اب مین ادب کے
ساتھ عرض صاحب کی خدمت مین عرض کرتا ہون جو کچھ مین نے اس تحریر مین لکھا ہی وہ واقعی امر کا اظہار کیا ہی جن الفاظ
کو آپ اپنی شان کے خلاف سمجھین اسمین مجھے مجبور خیال فرمائین اسوجہ سے کہ یہ سنت آپ ہی کی جاری کی ہوی ہے اور اشتعال
طبع آپ ہی کے طرف سے ہوا ہی یہ اشتعال طبع وہ چیز ہی کہ حضرت مسیح حلیم الطبع ہی رک نہ سکے اور معترضونکو سانپ اور سانپ کا بچہ اور حرامکار
وغیرہ وغیرہ الفاظ کہے اور پطرس کو شیطان کہہ ہی دیا چنانچہ اناجیل مین موجود ہے جب ایسے حلیم کی زبان سے ایسے سخت الفاظ نکلے تو
مین ہر طرح معذور ٹھہر سکتا ہون اب آیندہ معترض صاحب اپنی زبان و قلم کو تہذیب سے آراستہ کرین اور سمجھ بوجھ کر قلم اٹھائین مین نہایت
خیر خواہی سے عرض کرتا ہون کہ مقابلہ مین قلم اٹھا کر کچھ لکھ دینا لیاقت کو ثابت نہین کرتا و چہ بے حلم ناسمجھ لوگون کی تعریف کر دینے
سے واقع مین وہ تعریف کا مستحق نہین ہو سکتا بلکہ ایسی ناسمجھی کی تحریر جسے آپنے کی ہی نہایت موجب خفت ہوتی ہے اہل علم کے نزدیک
اسکا لکھنے والا نفرت کے لائق ہو جاتا ہے مین دوستانہ کہتا ہون کہ مطول یا مختصر معانی سے آپکا مدعا ثابت نہین ہوتا بلکہ ان دونون کتابون مین آپکے دعوے کے خلاف
ہی یا تو سے آپ سمجھے نہین کیونکہ علم سے ممارست آپکو کم ہی یا دوسری وجہ ہی جسے مین اسوقت تہذیب کی نظر سے ظاہر نہین کرتا اگر آپ اپنی بیجا ہٹ
سے باز نہ آئینگے تو ضرور مین کسی دیگر علم عیسائی کے روبرو آپکی تحریر پیش کرونگا پھر بے استعدادی و عدم لیاقت کی شہادت آپکے کمیٹی کے روبرو
دلواؤنگا۔ پہلا اور دوسرا حصہ تمام ہوا تیسرا قریب شروع ہوگا ؎

مطبوعہ مطبع بحر الاسلام بنگلور

غلط بیان کرنے کا شایستہ پیرایہ ہے مگر لفظ سہو کی نسبت اس مین کسی قدر سختی ہے۔ اس کے معنی یہ ہین کہ اس کلام مین نظر ہے یا یون کہیئے اعتراض ہے۔ فاضل دسوقی اس قول کی شرح مین صاف لکھتے ہین کہ علامہ تفتازانی کا یہ قول خلخالی کے قول کا رد ہی اور اس قول کا نہین جسکا پادری صاحب اپنی بے علمی یا ابلہ فریبی سے صفحہ ۱۴ المحلہ مین کہتے ہین بلکہ اصل گمان کا رد ہی یعنے خلخالی نے جو یہ کہا تھا کہ "مستشرات مین ثقل کا باعث یہ ہے کہ شین معجمہ تا اور زا کے درمیان آیا ہے" اسکو علامہ رد کرتے ہین فاضل دسوقی کی عبارت یہ ہی قوله فيما نظر اى فى هذا الزعم نظر فهو رد للكلام من اصله لا لقوله ولو قال الخ وحاصله ان علة الثقل التى ذكرها وهى مضاربة الحرف المتوسط بين حرفين لما قبله ولما بعده فى الصفة موجودة فى مستشرف ايضا فيجب ان يكون هتافرا ايضا وانت لا تقول انه ثقيل الخ۔ اس بیان سے پادری صاحب کے المحلہ کے صفحہ ۱۴ کی غلط بیانیان اظہر من الشمس ہوگئین اور وہ غلطیان ایسی کہ طفل مکتب سے بھی نہون۔ (۸) مین ابھی پادری صاحب کی غلطیان بیان نہین کرتا علامہ کے قول کا مطلب بیان کر رہا ہون۔ لہذا ادہر سے قلم کو روک کر اصل مطلب لکھتا ہون علامہ نے پہلے تو خلخالی کے قول پر نقض اجمالی کیا اور اُن ہی کے قول سے انہین الزام دیا جس کا حاصل یہ ٹھہرا کہ اگر تمھارا قول صحیح مانا جاے تو وہ ایک لفظ ثقیل اور غیر فصیح ٹھہرتا ہے جسے تم بھی فصیح اور غیر ثقیل کہتے ہو یعنے خود تمھارے قول سے تمھارا دعوی غلط ثابت ہوتا ہے۔ اس کے بعد ابن اثیر کا قول نقل کرکے اس کے کلام کا بطلان ظاہر کرتے ہین۔ اسسے غرض یہ ہے کہ خلخالی کا یہ قول جسطرح خود اس کے کلام سے غلط ٹھہرتا ہے اسیطرح ایک ایسے بڑے شخص کی تحقیق کے بھی خلاف ہی جو فصاحت و بلاغت کے فن کا امام ہی وہ قول یہ ہے قال ابن الاثير ليس التنافر بسبب بعد المخارج وان الانتقال من احدهما الى الاخر كالطفرة ولا بسبب قربها وان الانتقال من احدهما الى الاخر كالمشى فى القيد لما يخل غير متنافر من القريب المخارج كالجيش والشجى وفى التنزيل لم اعهد ومن البعيدة ما هو بخلافه كملع بخلاف علم وليس ذلك بسبب ان الاخراج من الحلق الى الشفة ايسر من ادخاله من الشفة الى الحلق۔ یعنے ابن اثیر نے اپنی کتاب مثل سائر مین لکھا ہی کہ تنافر تو اس سبب سے ہوتا ہی کہ بعید المخرج حروف لفظ مین مجتمع ہوجائین اور ایک حرف سے دوسرے حرف کی طرف زبان کا انتقال طفرہ کی مانند ہو اور نہ اس سبب سے کہ قریب المخرج حروف جمع ہوگئے اور ایک حرف سے دوسرے حرف کی طرف انتقال ایسا ہوگیا جیسے قیدی بیڑیان پہن کر چلتا ہے۔ اسکی تشریح یہ ہے کہ بعض نے یہ گمان کیا تھا کہ بعید المخرج یا قریب المخرج حروف کے اجتماع سے تنافر ہوتا ہی اور اسکی وجہ انھون نے یہ بیان کی تھی کہ بعید المخرج حروف کے اجتماع سے تو اس سبب سے تنافر ہوتا ہی کہ اس لفظ کے نکالنے مین گویا طفرہ یعنے زبان کو کودنا پڑتا ہے اور جس سبب سے وہ لفظ ثقیل

ہو جاتا ہی اور قریب المخرج حروف کا اجتماع اس وجہ سے ثقل کا باعث ہوتا ہی کہ اس مین زبان کو انتقال ایسی دشوار ہی ہوتا ہی جیسے قیدی کو بیڑیان پہن کر چلنا دشوار ہوتا اور اٹک اٹک کر چلتا ہے۔ پہلی تحریر مین مطول کی عبارت سے جو جملہ رہ گیا تھا اس کا یہ مطلب ہی جو یہان بیان کیا گیا۔ افسوس یا دری صاحب پر کہ صاف عبارت کا مطلب بھی نہ سمجھا اور محض فضول باتین لکھ کر کئی صفحے سیاہ کر دئے۔

(۹) ابن اثیر اس قول کو غلط بتاتے اور اپنے قول کے اثبات مین اسطرح دلیل پیش کرتے ہین لما نجد غیر متنافر من قریب المخارج کالجیش والشجی وفی التنزیل الم اعهد ومن البعید نحو ما هو بخلافه کلمع بخلاف علم یعنے بعید المخرج اور قریب المخرج حروف کی وجہ سے تنافر نہین ہوتا۔ اس کا سبب یہ ہی کہ بعض الفاظ مین ہم قریب المخرج حروف پاتے ہین اور تنافر نہین پاتے جیسے عام عرب کی بول چال مین لفظ جیش اور شجی ہے اور خاص قرآن مجید مین لفظ الم اعہد ہے کہ ان لفظون مین باوجودیکہ قریب المخرج حروف جمع ہین مگر یہ الفاظ متنافر اور غیر فصیح نہین ہین اور بعید المخرج مین بعض مقام پر تو تنافر پاتے ہین جیسے لمع اور بعض مقام پر نہین پاتے جیسے علم یعنے ان دونون لفظون مین بعید المخرج حروف مجتمع ہین مگر ایک مین تنافر ہے اور ایک مین نہین ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ بُعد مخارج کی وجہ سے تنافر نہین ہوتا ورنہ ان دونون لفظون مین تنافر ہوتا۔

(۱۰) کسی نے لمع کے غیر فصیح اور متنافر ہونے اور علم کے فصیح اور غیر متنافر ہونے کی یہ وجہ بیان کی تھی کہ لفظ کا حلق کیطرف سے نکال کر ہونٹ کیطرف لانا آسان ہی بہ نسبت اسکے کہ ہونٹ کیطرف سے حلق کیطرف لیجائین۔ لہذا علم فصیح ہے کیونکہ اسمین حلق کیطرف سے نکال کر ہونٹ کیطرف لانا ہوتا ہی اور لمع غیر فصیح ہے کیونکہ اسمین ہونٹ کیطرف سے حلق کی جانب لیجانا پڑتا ہے۔ ابن اثیر اس وجہ کو بھی غلط ٹھہراتے ہین اور کہتے ہین ولیس ذلك بسبب ان الاخراج من الحلق الی الشفة الیسر من ادخاله من الشفة الی الحلق لما نجد من حسن غلب و بلغ و حلم و ملح یعنے علم کا فصیح ہونا اور لمع کا غیر فصیح ہونا اس سبب سے نہین ہی کہ حلق کیطرف سے نکال کر ہونٹ کی جانب لیجانا آسان ہے بہ نسبت اسکے کہ ہونٹ کیجانب سے حلق کیطرف لیجاے کیونکہ ہم غلب اور بلغ اور حلم اور ملح کو عمدہ اور فصیح پاتے ہین یعنے یہ چار الفاظ یکسان فصیح ہین باوجودیکہ اُن مین بعید المخارج حروف جمع ہین اور دو لفظ یعنے غلب اور حلم ایسے ہین جنکا نکلنا حلق کیطرف سے ہونٹ کی جانب ہوتا ہی اور دو لفظ یعنے بلغ اور ملح ایسے ہین جن کا نکلنا ہونٹ کیطرف سے حلق کی جانب ہوتا ہے۔

[1] اس مطلب کو ناظرین ملاحظہ کرین اور اُن زٹل قافیون کو دیکھین جو یہان حسن علی کرسٹین نے اپنے کھلے کے صفحہ ۷ مین اس عبارت کے بیان مطلب مین اڑائی ہی سچ ہی اگر انمین جبل مرکب ہوتا تو ایسا کمزور اور ناپائدار مذہب ہی کیون اختیار کرتے جسے خود اس کے ماننے والے قابل تسلیم بتانے سے شرماتے ہین ۱۲ غور کرنا چاہیے یہ صاف مطلب ہے الم اعہد کو فصیح بتایا ہے مگر پادری صاحب اپنی کمال بیباکی اور بیحیائی سے غیر فصیح کہتے جاتے ہین ۱۲

(۱۱) الغرض ابن اثیر اور علامہ تفتازانی کے نزدیک تنافر نہ تو قرب مخرج اور بُعد مخرج کی وجہ سے ہوتا ہی اور نہ ہونٹ کیطرف سے نکلنے کو اسمین دخل ہے بل ھو امر ذوقی فکل ما عدہ الذوق الصحیح ثقیلا متنافر النطق فھو متنافر سواء کان من قرب المخارج او بعدھا او غیر ذلک ولھذا اکتفی المصنف بالتمثیل ولم یتعرض لتحقیقہ وبیان سببہ لتعذر ضبطہ فالاولی ان یحال الی سلامۃ الذوق۔ بلکہ تنافر ایک امر ذوقی ہی پس جس لفظ کو ذوق صحیح ثقیل جانے اور اس کے بولنے کو دشوار سمجھے وہ متنافر ہے اب یہ اس کا سمجھنا کسی وجہ سے ہو خواہ قرب مخارج کے سبب سے خواہ بعد مخارج کی وجہ سے یا اور کسی سبب سے یعنے تنافر کی شناخت کے لئے کوئی قاعدہ کلیہ ایسا نہین ہے جس سے عوام بھی بطور خود اوسکو دریافت کر سکین بلکہ اوسکی شناخت ذوق پر موقوف ہی اور ذوق بھی کیسا کہ صحیح ہو چونکہ تنافر کی شناخت کے لئے کوئی ضابطہ اس قسم کا نہین ہے اس لئے مصنف نے صرف مثال دینے پر کفایت کی اور تنافر کی تحقیق اور اوسکا سبب نہین بیان کیا۔ کیونکہ اس کے اسباب کا ضبط دشوار تھا لہذا مناسب یہی تھا کہ ذوق سلیم پر حوالہ کیا جائے یعنے علامہ تفتازانی کہتے ہین کہ جلال الدین محمد صاحب تلخیص نے اپنی کتاب مین تنافر کا کوئی قاعدہ اور ضابطہ بیان نہین کیا مگر متنافر کی صرف ایک مثال بیان کردی یعنے مستشزرات کیونکہ اس کے لئے ایک دو سبب نہین ہین جو بیان کردئے جائین۔

(۱۲) جب علامہ تفتازانی اپنی اور مولانا جلال الدین محمد اور ابن اثیر کی راے بیان کر چکے کہ تنافر قرب مخارج اور بُعد مخارج کی وجہ سے نہین ہوتا بلکہ اسکی شناخت ذوق صحیح پر موقوف ہے اور خلخالی کی راے کی غلطی بھی بیان کر چکے تو اب زوزنی کی راے کی غلطی بیان کرتے ہین و قد سبق الی بعض[1] الاوھام ان اجتماع الحروف المتقاربۃ المخرج سبب لثقل المحل بفصاحۃ الکلمۃ وانہ لا یخرج الکلام المشتمل علی کلمۃ غیر فصیحۃ عن الفصاحۃ کما لا یخرج الکلام المشتمل علی کلمۃ غیر عربیۃ عن کونہ عربیا فلا یخرج سورۃ فیھا الم اعھد عن الفصاحۃ وایدہ بعضھم بان انتفاء وصف الجزء کفصاحت الکلمۃ مثلا لا یوجب انتفاء الکل وھذا غلط فاحش یعنے بعض کو یہ وہم گذرا کہ قریب المخرج حروف کا مجتمع ہونا ایسے ثقل کا سبب ہوتا ہی جس سے فصاحت کلمہ مین خلل پڑتا ہے اور ان ہی بعض کو یہ بھی وہم ہوا کہ اگر کوئی کلام غیر فصیح کلمہ پر مشتمل ہو تو وہ فصاحت سے خارج نہین ہوتا جسطرح سے عربی کلام مین اگر کوئی لفظ غیر عربی ملجائے تو وہ عربیت سے خارج نہین ہوتا لہذا وہ سورۃ فصاحت سے خارج نہوگی جسمین الم اعھد ہے اور اس دوسرے وہم کی بعض نے اس طرح

[1] فاضل دسوقی اور شیخ الاسلام چلپی نے لکھا ہی کہ یہان بعض سے مراد علامہ زوزنی شارح تلخیص ہین جن کو جابجا پادری صاحب نے مولانا رکن الدین لکھا ہے۔ ۱۲

تائید کی کہ ایک جز کی صفت جانے سے کل نہین جاتا۔ لہذا ایک کلمہ کے غیر فصیح ہونے سے کلام غیر فصیح نہین ہو جائیگا اور یہ وہم جو بعض کو ہوا صریح غلط ہے۔

تشریح مطلب

یہان زوزنی صرف قریب المخرج حروف کے اجتماع کو ثقل کا باعث قرار دیتے ہین اور بعید المخرج حروف کے اجتماع کو ثقل کا موجب نہین کہتے مگر اس کہنے پر جب انھین یہ معلوم ہوا کہ اس قسم کے الفاظ قرآن مجید مین بھی ہین جسکے اعلے درجہ کی فصاحت و بلاغت تمام فصحای عرب و عجم مین مسلم ہو چکی ہے تو انھین کہنا پڑا کہ بعض غیر فصیح کلمہ کے شامل ہو جانے سے کل کلام غیر فصیح نہین ہو سکتا لہذا قرآن مجید کی فصاحت مین خلل نہین آسکتا اگرچہ اس مین بعض کلمے غیر فصیح ہون اور اس غلطی مین پڑنے کا بڑا سبب یہ ہوا کہ کلام عرب پر انھون نے قیاس کیا اور سمجھا کہ جسطرح عربی کلام مین بعض الفاظ غیر عربی ملجانے سے اس کلام کے عربی ہونے مین کوئی خلل نہین آتا ہی اسیطرح یہان بھی ہونا چاہیئے اور بعض نے دوسرے خیال کی تائید بھی کی مگر علامہ تفتازانی زوزنی اور انکے مؤید کے خیال کو محض غلط قرار دیتے ہین۔ اول مین تو اشارۃ اور اخر مین صراحۃً انکی غلطی کو ظاہر کرتے ہین کیونکہ اول تو ایسے پیرایہ اور الفاظ سے اس قول کو بیان کیا کہ جس سے غیر معتبر اور غلط قول بیان کیا جاتا ہی یعنے اس قول کے قائل کا نام نہین لیا بلکہ بعض کے لفظ سے تعبیر کیا۔ چنانچہ اکثر مصنفین کی ایسی ہی عادت ہی کہ جب کسی کا معتبر قول نقل کرتے ہین تو اس کا نام صاف لکھتے ہین جیسا کہ اسی بحث مین علامہ نے ابن اثیر کا نام صاف لکھدیا یعنے چونکہ اس کا قول علامہ کے نزدیک صحیح اور معتبر تھا اس لئے اسکا نام کھولدیا اور جن کا قول علامہ کے نزدیک صحیح نتھا ان کا نام ظاہر نہین کیا بلکہ یون کہدیا کہ بعض کو ایسا گمان ہوا پھر صرف اتنے ہی اشارہ پر کفایت نہین کی کیونکہ اسے بہت خاص لوگ سمجھتے ہین بلکہ ان بعض کے قول کو وہم قرار دیا جس سے ہر ایک فہمیدہ کے نزدیک اس قول کی غیر صحیح ظاہر ہو گئی اور پھر ان دونون اشارون پر بھی علامہ نے اکتفا نہین کی بلکہ اخر صاف کھول کر کہدیا کہ بعض کا یہ قول صریح غلط ہے۔

(۱۳) یہان علامہ نے زوزنی کے دو وہم بیان کئے۔ اول یہ کہ قریب المخرج حروف کا مجتمع ہونا ثقل کا باعث ہی دوسرے یہ کہ اگر کلام فصیح کلمہ غیر فصیح پر مشتمل ہو تو فصاحت سے خارج نہین ہوتا علامہ پہلے وہم کی غلطی تو پہلے صراحۃً بیان کر چکے اور ابن اثیر کی شہادت دے چکے اور اب دوسرے وہم کی غلطی بیان کرتے ہین جس سے پہلے وہم کی غلطی ضمناً ثابت ہوگی لان فصاحۃ الکلمات ماخوذۃ

فی تعریف فصاحة الکلام فکیف لایخرج الکلام المشتمل علی کلمة غیر فصیحة عن الفصاحة و فصاحة الکلمات جزء من مفهوم فصاحة الکلام لاوصف لجزئها والقیاس علی وقوع مضرو غیر عربی فی الکلام العربی فاسد لانه ممنوع (الی ان قال) والقول باشتمال القرآن علی کلام غیر فصیح بل کلمة غیر فصیحة مما یقود الی نسبة الجهل والعجز الی الله تعالی عما یقول الظالمون علوا کبیرا انتهی یعنے زوزنی کے قول کے غلط ہونیکی یہ وجہ ہے کہ فصاحت کلام کی تعریف مین کلمات کا فصیح ہونا داخل ہی اور فصاحت کلمات خاص فصاحت کلام کا جزء ہے اس کے جزء کی صفت نہین ہے۔ لہذا جس کلام مین کلمہ غیر فصیح پایا جاویگا وہ کلام فصاحت سے خارج ہوگا اور فصاحت کلام کو قرآن مجید کے عربی ہونے پر قیاس کرنا اور یہ خیال کرنا کہ قرآن مجید مین باوجودیکہ غیر عربی الفاظ بھی ہین مگر اسے عربی کہا جاتا ہے کئی وجہ سے صحیح نہین ہی۔ اول یہ مسلم نہین کہ قرآن مجید مین کوئی لفظ غیر عربی ہے اور جن الفاظ کی نسبت ایسا کہا جاتا ہی وہ اصل مین غیر عربی تو تھے مگر قرآن مجید کے نزول کے وقت وہ عرب کے استعمال مین آچکے تھے۔ پس جب قرآن مجید مین کوئی لفظ غیر عربی نہین ہے تو اسکو عربی کہنا بجا ہی اور تمھارا خیال غلط ہے۔ دوم اگر تمھارے اس غلط خیال کو مان لیا جاے تو عربی ہونے کے معنے یہ ہوسکتے ہین کہ اس کا طرز اور نظم عربی ہے۔ یہ معنی نہین کہ اس کے کل الفاظ عربی ہین۔ سوم یہ معنے بھی ہوسکتے ہین کہ اکثر قرآن مجید عربی ہی اسواسطے اسے عربی کہا گیا اور عربی کہنے کے لئے یہ شرط نہین ہے کہ اس مین کل الفاظ عربی ہون ایک دو لفظ بھی غیر عربی ہون۔ بخلاف فصاحت کلام کے کہ اس مین کل الفاظ کا فصیح ہونا شرط ہے۔ اگر ایک لفظ بھی اسمین فصیح نہوگا تو کلام کو فصیح نہینگے پھر کہان یہ اور کہان وہ۔ الغرض فصاحت کلام کو عربی کلام پر قیاس کرنا کئی وجہ سے غلط ہے۔ اور جب زوزنی کا یہ قیاس غلط ٹھہرا تو انکا قول بنا فاسد علی الفاسد قرار پایا۔ اس کے بعد علامہ کہتے ہین کہ اگر ان سب باتون سے قطع نظر کرکے مان لیا جاے کہ ایک دو لفظ کے غیر فصیح ہونے سے سورۃ کی سورۃ غیر فصیح نہین ہوتی لیکن یہ نقص تو لازم آئیگا کہ اس سورۃ مین جسے ہم کلام خدا کہتے ہین غیر فصیح کلام پایا گیا۔ اور قرآن مجید مین کلام غیر فصیح بلکہ ایک لفظ غیر فصیح کا مان لینا یہ وہم پیدا کرتا ہے کہ خدا تعالی یا تو اس لفظ کے غیر فصیح ہونے سے واقف نتھا یا واقف تو تھا مگر اسکی جگہ کوئی لفظ فصیح لانے سے عاجز ہوگیا۔ اور تیسری صورت یہ ہے کہ واقف بھی تھا اور اس مقام پر لفظ فصیح لانے پر قدرت بھی رکھتا تھا مگر نہ لایا۔

اس تقدیر پر سفاہت اور بیوقوفی لازم آئیگی اور سفاہت بھی جہالت کا نتیجہ ہے۔ حاصل یہ کہ ان دونون صورتون مین جہالت لازم آئی اور خدا کل عیبون سے اور خصوصاً جہالت اور عجز کے

عیب سے نہایت درجہ برتر و پاک ہی[1]۔

۱۴ - حاصل یہ کہ پہلے تو علامہ نے زوزنی کے اس قیاس کو کئی وجہ سے باطل کیا جسکے سبب سے ان کو ایسا غلط خیال ہوا اور آخر مین انہین یہ الزام دیا کہ تم جو ایک دو لفظ غیر فصیح ہونا تسلیم کرتے ہو تو اس سے خدای تعالی کی نسبت جہل یا عجز کا وہم ہوتا ہی اور یہ ایسی بہاری بات ہی کہ کوی ایماندار اسکا قائل نہین ہوسکتا اب خیال کرنیکا مقام ہے کہ علامۂ تفتازانی زوزنی کے قول کو شدت سے رد کرتے اور انہین کیسا سخت الزام دیتے ہین۔ افسوس اس جاہل بے باک پر جو علانیہ کہے کہ علامہ نے رکن الدین کی مثال الم اعہد کو رد نہین کیا! تنافر کے تمام بیان کو دیکھو کہ علامہ شروع سے کہہ رہے ہین کہ قرب مخرج یا بعد مخرج ثقل کا سبب نہین ہے اور آخر مین صاف یہ اشارہ کر دیا کہ جو کوی الم اعہد یا قرآن مجید کے کسی اور لفظ کو غیر فصیح کہتا ہے وہ ظالم ہی خدا کو جاہل یا عاجز سمجھتا ہی۔ اور فصاحت کلام کے بیان مین کھول کر کہدیا کہ کوی مسلمان اس کہنے پر جرأت نہین کرسکتا کہ قرآن مجید غیر فصیح کلام پر مشتمل ہے ان کی عبارت یہ ہی ولم یر وان مجرد امدح غیر فصیح فان مثله واقع فی التنزیل نحو فسجه والقول باشتمال القران علی کلام غیر فصیح مما لا یجترئ المومن علیه یعنے ابی تمام کے شعر کو اس سبب سے غیر فصیح کہا گیا ہی کہ اس مین لفظ امدح کی وجہ سے تنافر ہے اس سے مراد یہ نہین کہ فقط لفظ امدح غیر فصیح ہے کیونکہ اس قسم کا لفظ قرآن مجید مین آیا ہے جیسے فسجہ (یہان سے بخوبی ثابت ہوا کہ علامہ کے نزدیک قرآن مجید کا کوی لفظ غیر فصیح نہین ہے بلکہ اس لفظ کا قرآن مجید مین ہونا یا اسکی مثل کا ہونا اسکے فصیح ہونے کی دلیل ہے یعنے ایک لفظ خود تو قرآن مجید مین نہین آیا بلکہ اس قسم کا دوسرا لفظ آیا ہے تو اسے غیر فصیح نہین کہہ سکتے چہ جاے اسکے کہ خود وہ لفظ بعینہ قرآن مجید مین آیا ہو) اور کوی مسلمان اسپر جرأت نہین کرسکتا کہ قرآن مجید غیر فصیح کلام پر مشتمل ہی۔ علامہ کے قول کا حاصل یہ ہوا کہ جو کوی قرآن مجید مین ایک لفظ غیر فصیح کے ہونے کا قائل ہو وہ مسلمان نہین ہے" اب پادری صاحب آنکھین کھول کر دیکھین کہ علامہ تفتازانی زوزنی کے قول کو کسطرح رد کر رہے ہین

[1] شیخ الاسلام چلپی علامہ تفتازانی کے قول کی یہی شرح کی ہی جو مین نے ابھی بیان کی اسکے بعد لکھتے ہین کہ فاضل قوشی جو علامہ کا ہمعصر ہے اسنے یہ اعتراض کیا ہے کہ ہم تیسری صورت اختیار کرتے ہین اور یہ کہتے ہین کہ اللہ تعالی جان بوجھ کر باوجود قدرت کے کسی مصلحت سے وہ غیر فصیح لفظ لایا اگرچہ ہمین اس مصلحت کی اطلاع نہو۔ اس سے سفاہت لازم نہین آتی۔ پھر چلپی نے اس اعتراض کا جواب دیا ہے یعنے علامہ کے قول کو صحیح ثابت کیا ہے مگر مولوی عبدالحکیم سیالکوٹی علامہ کے طرف سے اسطرح جواب دیتے ہین کہ علامہ نے یہ نہین کہا کہ جہل یا عجز لازم ہی آئیگا بلکہ لکہا ہے مما یقوی ای یوهم نسبة العجز والجهل الیه تعالی یعنے علامہ کی غرض یہ ہے کہ قرآن مجید مین غیر فصیح لفظ آنے سے خدای تعالی کی طرف جہل یا عجز کا وہم جاتا ہے اور جس امر مین اس پاک ذات کی طرف ایسا وہم جاے وہ بلاشبہ غلط اور باطل ہے اس سے فاضل قوشی کا قول مندفع ہوگیا اس قول کو پادری صاحب نے صفحہ ۳ مین کیسا الٹا بیان کیا ہے؟ خدا ایسے جہل مرکب سے بچاوے۔ ۱۲۔